

سرکاری رپورٹ

بلوجستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رسانا توں اجلاس

مباحثات 2014ء

(اجلاس منعقدہ 21 جنوری 2014ء بمعطابق ریج الائل 1435ھجری بروز منگل)

نمبر شمار	مندرجات	صفنمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقفہ سوالات۔	3
3	دعاۓ مغفرت۔	3
4	رخصت کی درخواستیں۔	4
5	تحریک التوانہ 5 مجاہب پرنس احمد علی، ممبر بلوجستان اسمبلی۔	6
6	مشترکہ قرارداد نمبر 15 مجاہب جناب نصر اللہ خان زیرے، ممبر بلوجستان اسمبلی۔	10
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	36

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 21 جنوری 2014ء بمناسبت ریجیکٹ نمبر 19، ریجیکٹ لا 1435 ہجری بروز منگل بوقت صبح 11 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ص وَإِذْ كُرُوا نَعْمَتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً
فَالَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِحُتُمْ بِنِعْمَتِهِ أَخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَاعَ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَذَكُمْ
مِّنْهَا ط كَذِلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَيْتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهَتَّدُونَ ه وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَأَوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ه وَلَا تَكُونُو نُ
كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبِيْنَتِ ط وَأَوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ه

﴿ پارہ نمبر ۳ سورۃ ال عمران آیت نمبر ۳۰ - ۳۱ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور مضبوط پکڑ و رسمی اللہ کی سب ملکو اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اور پر جبکہ تھے تم آپسمیں دشمن۔ پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اسکے فضل سے بھائی۔ اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے۔ پھر تم کو اس سے نجات دی۔ اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آپتیں تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور چاہیے کہ رہے ہم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے مراٹی سے۔ اور وہی پہنچے اپنی مراد کو۔ اور مت ہوا نکی طرح جو مفترق ہو گئے اور اختلف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے انکو حکم ساتھ اور انکو بڑا عذاب ہے۔ وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا الْأَبَلَاغُ

جناب اسپیکر: اللہ اکرم کے نام پر مبارکہ وفقہ سوالات۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جناب اسپیکر! کل بنوں میں ہماری فوج کے جوان اور civilians شہید ہوئے مہربانی کر کے ان کے لئے فاتحہ خوانی کریں۔

جناب اسپیکر: آج پولیو والے بھی مارے گئے ہیں۔ اللہ معاف کرے اس ملک میں یہ لوگ خواتین کو بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں اور نوابشاہ میں ایکسٹرناٹ ہوا ہے اس میں بھی لوگ فوت ہوئے ہیں ان کے لئے بھی۔
جی ڈاکٹر حامد خان اچائزی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچائزی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے، کیوڈی اے) : sir اس ہاؤس کو according to the rules چلانیں ورنہ جس کی جو مریض ہو گی، وفقہ سوالات کے بعد پھر بیشک دعا بھی کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: اسپیکر کی discretion بھی ہوتی ہے دعا مانگ لیتے ہیں پھر آگے بڑھتے ہیں۔ میری اور آپ کی روایت یہ ہیں کہ پہلے دعا مانگیں پھر دنیاوی باتیں کریں، جب بھی ہم فاتحہ پر آتے ہیں پہلے دعا مانگتے ہیں پھر دنیاوی باتیں کرتے ہیں۔ جی مولانا صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے، کیوڈی اے: جناب! آپ تو قومی اسمبلی اور سینٹ میں رہے ہیں وہاں آپ سوال و جواب کی باتیں کرتے تھے۔ ہم نیشنل اسمبلی میں رہے ہیں وہاں وفقہ سوالات کے بعد اور باقی اسمبلیوں میں بھی وفقہ سوالات کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ تو ہم rules and regulations کی کیوں خلاف ورزی کریں باقی آپ کی مرضی۔

جناب اسپیکر: rules and regulations ڈاکٹر صاحب! وہ ہم آپ کے، چونکہ آپ خود پڑھتے ہیں اور تجربہ بھی حاصل کرتے ہیں۔ West Minister کے طور پر یقیناً ہم اپنائے ہیں۔ لیکن بلوچستان کی اپنی حیثیت ہے یہاں ہم کوئی کام شروع کرنے سے برادری بنا کیں گے۔ فوٹکیوں کی دعائیں مانگیں گے پھر دنیاوی باتیں کریں گے۔ جی مولانا صاحب! دعا کریں۔

(اس مرحلے میں مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: سوال نمبر 15 سردار اختر مینگل صاحب کا ہے وہ نہیں ہیں منستر اولکل گورنمنٹ ہیں۔
جی حامد صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے، کیوڈی اے: جناب اسپیکر! پنڈی میں جو واقعہ ہوا

ہے وہ بھی اس میں شامل کر دیں۔

جناب اسپیکر: کر دیا ہے، انسان ہیں اُس میں بچے بھی مرے ہیں۔

وزیر منصوبہ بنڈی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ٹی ڈی اے، کیوڈی اے: جی ہاں! exactly، اُسکو بھی اس میں ڈالتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل وہ بھی اسی دعایمیں شامل ہیں، سرکاری اہلکاروں کے علاوہ اُسمیں تین بچے اسکول کا لج کے بھی شہید ہو گئے ہیں۔ سرکاری اہلکار تو بہت services کر رہے ہیں جہاں یہ چیزیں سامنے آتی ہیں، لیکن جو معصوم ناحق لوگ جاتے ہیں ان کے لئے بھی ضروری ہے وہ بھی ہماری اسی دعایمیں شامل ہیں۔ سردار اختر مینگل صاحب کا سوال، وہ موجود نہیں ہیں۔ سوال نمبر 84 مولانا عبدالواسع صاحب کا ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ سوال نمبر 120 حاجی گل محمد مرزا صاحب کا محکمہ بلدیات پر ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ on behalf کا اُس دن کیا تھا تو C.M صاحب نے کہا کہ defer کر دیں جب وہ خود موجود ہوں۔ محکمہ خزانہ کے خالد لانگو صاحب نہیں ہیں تو سارے سوالات defer کر دیتے ہیں۔ محکمہ معدنیات جناب ثناء اللہ زہری صاحب کے پاس ہے، وہ بھی نہیں ہیں وہ بھی defer کر لیں۔ میر حمل کلمتی موجود نہیں ہیں disaster management پر جواب موصول نہیں ہوا ہے، وہ اسکا نوٹس لیں گے کہ کیوں موصول نہیں ہوا؟ حمل کلمتی صاحب بھی موجود نہیں ہیں جیل خانہ جات پر سوال ہے۔ جعفر خان مندوخیل بھی ہماری نمائندگی کرنے کے لئے وفد کے ساتھ اسلام آباد گئے ہوئے ہیں تو کوئی موجود نہیں ہے۔ سارے سوالات defer کیتے جاتے ہیں اُنکی موجودگی میں پوچھے جائیں گے اور جواب دیتے جائیں گے۔ یہ کافی پرانے سوالات کا بینہ بننے سے پہلے کے ہیں۔ کا بینہ بننے میں 150 دن لگ گئے تو 150 دن تک ہمارے پاس بھی گنجائش ہے۔ جی عظیم داوی صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ بنگیز مری صاحب کوئٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے انہوں نے اسمبلی کے روای اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب سرفراز احمد بگٹی صاحب اپنے حلقة انتخاب کے دورے پر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمود خان صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ کشور احمد جنگ صاحب نے ناسازی طبیعت کی وجہ سے مورخہ 21 اور 22 جنوری 2014ء کے اجلاسوں سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت علی بلوچ صاحب ملک سے باہر جانے کی بناء انہوں نے مورخہ 21, 22 اور 25 جنوری 2014ء کے اجلاسوں سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی گل محمد دڑھا صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر خالد لانگو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیر وانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی اکبر آسکانی صاحب کوئٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب محمد خان لہڑی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کے اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار رضا محمد بڑیج صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء مورخہ 21,22 جنوری کے اجلاسوں سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالقدوس بزنجو صاحب نے چند نجی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس سے قاصر ہونے کی بناء رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب محمد صالح بھوتانی صاحب نے نجی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ ختم بھی کافی رخصت کی درخواستیں تھیں۔ پنس احمد علی صاحب آپ اپنی تحریک التوانہ 5 پیش کریں۔

تحریک التوانہ 5

پنس احمد علی: میں اسمبلی قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹ دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ”ضلع سبیلہ کی بجلی کے تمام امور کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی (KESC) کے پاس ہیں اور مذکورہ کمپنی اپنی کارکردگی میں کامل طور پر ناکام رہی ہے جس کی وجہ سے ضلع سبیلہ کے عوام کو بجلی کے حصول میں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ اور اسی وجہ سے ضلع سبیلہ کی بجلی کے تمام امور جو KESC کے پاس ہیں وہ واپڈا کے سپرد کئے جائیں۔“ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: آپ اپنی تحریک التوانہ پر کچھ دلائل دیں۔

پنس احمد علی: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے جیسے آپ کو اور اس ایوان کو پتا ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف

صاحب نے کچھ عرصہ پہلے گذانی میں ایک پاور پروجیکٹ کا اعلان کیا جس سے 6600MW بجلی پورے ملک کو سپلائی ہو گی دو ٹرانسمیشن لائینیں پنجاب کو جائیں گی اور ایک ٹرانسمیشن لائن بلوچستان کے لئے جو خضدار تک ہو گی اور بلوچستان کو بھی اس گرید اسٹیشن سے بجلی ملے گی۔ لیکن جب معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ جس ڈسٹرکٹ جس علاقے میں یہ پاور پارک لگ رہا ہے۔ لسیلہ ڈسٹرکٹ چونکہ KESC میں ہے وہ اس سے محروم رہیگا جب تک ہم KESC میں رینگے وزیر اعظم کے اس بڑے منصوبے سے ہم محروم رہنے۔ دوسری بات جناب والا! پورے بلوچستان میں بجلی کی سپلائی کا جو نظام ہے وہ KESC اور واپڈا کے سپرد ہے اور وہ ڈسٹرکٹ لسیلہ کو بجلی سپلائی کر رہی ہے۔ جب سے KESC پر ایئویٹائز ہوئی ہے اسکے بعد جب علاقے کے منتخب نمائندے، ایم پی اے، ایم این اے، ہم انکو مسائل کی طرف لاتے ہیں کہیں کھبے گر جائیں کہیں معاملات ہو جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ KESC ایک پرائیویٹ ادارہ ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک تحریر بھی نیشنل اسمبلی میں پیش کر دی ہے کہ ہم کسی بھی اسٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں یہ باقاعدہ ایک ریکارڈ ہے۔ تو جناب والا! ایک ایسا ادارہ جو اپنی طرف سے کسی علاقے کے منتخب نمائندے کے سامنے جوابدہ نہ ہو تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے ادارے کو یہ فورم رجوع کرتے تاکہ بلوچستان کی پسمندگی خاص طور پر بجلی اور گیس کے بھرمان آپکے سامنے ہیں۔ لہذا ہم بھی چاہتے ہیں کہ جس طرح باقی ضلعوں میں ہم واپڈا کے ساتھ مسلک ہیں تو KESC کے نظام کو ختم کیا جائے اور وزیر اعظم کے یہ جو پاور پروجیکٹ کا عظیم منصوبہ آنے والا ہے اس سے ہم مستفید ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب اپیکر: میرا خیال ہے وہ چیزیں تو آپکے سامنے ہیں ان پر بحث اب House کرانا چاہتا ہے یا ادھری اسکو follow-up کرنا چاہتے ہیں، زیارت وال صاحب! آپ گورنمنٹ کا موقوفہ بتائیں problem تو ہے KESC کے لسیلہ ڈسٹرکٹ کے ساتھ بڑے مسائل ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن وال اطلاعات): شکریہ جناب اپیکر! میرے فاضل دوست جو تحریک التوائے آئے ہیں، اور جس طرح فرمار ہے ہیں، میرے خیال میں ملک کا کوئی بھی ادارہ جو اس ملک میں کام کر رہا ہے، پارلیمنٹ عوام کے منتخب نمائندوں کو جوابدہ ہے۔ اور جس طرح اس کمپنی کا کہ ہم کسی بھی کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہونگے نہ کسی کے جوابدہ ہیں تو پھر جو معاہدہ ہے ملک میں جو بجلی کی ترسیل کا نظام ہے اسکے معنی پھر یہ کہ یہ اس ملک کا نہیں کسی اور ملک کا نظام ہو گا جس کیلئے وہ جوابدہ ہوں گے۔ تو میں چاہتا ہوں پتا

نہیں میرے دوست کیا چاہتے ہیں میں تو چاہتا ہوں کہ یہ بحث کیلئے منظور ہوا اور same اس سے ملتی جلتی قرارداد بھی موجود ہے اس میں بھی انہی چیزوں کا ذکر ہے۔ تو کیوں ناہم بجلی کے حوالے سے اپنے تمام معاملات اُسکے ساتھ ملا کے ایک جگہ بحث کی جائے۔ اور اس پر اسمبلی کا اپنا ایک مجموعی نتیجہ ہوا اور اپنے نتیجے پر پہنچ، میری قرارداد جو تقریباً اس سے ملتی جلتی ہے تو اسمبلی کی مجموعی رائے اور پھر اس پر آپکی روونگ آئیں گے۔ تو اس طریقے سے یہ جو مسئلہ ہے خصوصاً دوست معلومات کر کے مزید اس پر debate کریں گے کہ KESC کیا مشورہ ہے؟ یہ بحث کیلئے منظور ہوتا کہ اس پر ہم fully debate کر سکیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی یہ adjournment motion ہے ناہ آپکی سرکاری کارروائی کا حصہ ہے۔ پھر آپ agree کرتے ہیں کہ بجلی کے مسئلے کو اٹھائیں آپکی تو سرکاری کارروائی ہے گورنمنٹ کی طرف سے official business ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: تحریک تھوڑا سا آپکی گیس سے بھی تعلق رکھتی ہے تھوڑا اُسکا nature different ہے۔ یا پھر آزیبل ممبر سے کہونگا کہ private members day میں اس پر debate کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: میں تو یہی کہتا ہوں کہ debate کیلئے آپ اسکو منظور کر لیں اس پر debate ہو جائے۔

جناب اسپیکر: جی پھر ایسا کرتے ہیں 25 تاریخ کو KESC کو اور دوسرے محکمے بھی ہیں جیسے آپکے مسئلے ہیں اُنکو ہم تھوڑا reword کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: جیسے NHA کا behaviour ہے اسی طرح یہ بھی کام بند کر کے چلے جاتے ہیں ہفتہ ہفتہ آٹھ ٹھوٹ دن تک آپ کی transmission lines نہیں بناتے ہیں۔ گیس کا energy crisis جس کو کہتے ہیں energy کے ساتھ اسکو وابستہ کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ایسا ہے کہ KESC جو پرانی میاں زہر ہو گئی ہے اور یہ اس پر حیات اصلوٰۃ والوں کا،

انہوں نے باضابطہ purchase کیا ہے۔ تو پُرس صاحب جو تحریک لائے ہیں، ہم اپوزیشن کی طرف سے حمایت کرتے ہیں اور اگر آپ بحث کیلئے لے آتے ہیں یا قرارداد کی صورت میں اسکو پیش کرنا چاہیں ہماری کامل حمایت ہے۔ اس پر میں تھوڑی سی گزارش کروں گا صورتحال یہ ہے جیسے کیس سوئی سے نکلتی ہے اور کئی سالوں تک اُس area کو نہیں ملی، وہی، جس پاور پروجیکٹ کا وزیر اعظم صاحب نے افتتاح کیا تھا ضلع سبیلہ کے ساتھ بھی وہی سلسلہ ہو رہا ہے کہ produce تو گذانی میں ہو گی لیکن حب، گڈانی، لبیلہ، اوّھل، وِندر وغیرہ یا interior وہ سارے اُس سے محروم ہونگے۔ اور Karachi based KESC جو purchase کیا ہے تو وہی پورا district انکے حرم و کرم پر ہو گا۔ تو پُرس صاحب اسکو قرارداد کی تحریک التوا کی صورت میں لانا چاہتے ہیں، ہم اپوزیشن کی طرف سے حمایت کرتے ہیں بلکہ اسکو اس طریقے سے رنگ دیا جائے کہ اسکو باقی چیزوں سے اگر جوڑیں گے تو شاید اسکی اہمیت نہیں رہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسکو قرارداد کی صورت میں یا کسی بھی صورت میں لاتے ہیں کہ جو چیز جہاں سے نکلے پہلے اُس علاقے کا حق ہو اُس کو دیا جائے اور اُسکے بعد پھر آگے۔ مثال کے طور پر اگر میرے علاقے میں exploration ہو رہی ہے گیس وغیرہ نکلتی ہے تو first priority میرا علاقہ اُسکے بعد پھر all over Pakistan اسی طریقے سے جو پاور پروجیکٹ لگ رہا ہے اگلے چند سالوں میں یہ complete ہو گا تو اس میں وفاقی حکومت پابند ہو کر پہلے جس ڈسٹرکٹ سے produce ہو رہی ہے پہلے اُس ڈسٹرکٹ کو، KESC کو کراچی تک محدود کر دیں اس طریقے سے ہو۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ ابھی میں ایوان کے سامنے یہ بات اٹھاتا ہوں۔ پُرس! اسکو اگر reward کر لیں تو اچھی ہو گی۔ generate right ہو رہا ہے وہ علاقہ اور اُسکے عوام بھی مستفید ہوں۔ میں ایوان کے سامنے یہ چیز اُنکی اجازت سے reward کر کے پیش کریں گے۔ آیا اس تحریک التوا کو مورخہ 25 جنوری کے اجلاس میں 2 گھنٹے بحث کیلئے منظور کیا جائے؟ جواراً کین اس تحریک کو منظور کرنے کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں۔ چلے جی۔ We needed Eleven, We have more than Eleven.

تحریک کو قاعدہ نمبر 75 (2) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہے الہتھریک کو باضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔ سرکاری کارروائی۔ عبدالرحیم زیارت وال، نواب محمد ایاز خان جو گیزئی صوبائی وزراء، عبید اللہ جان بابت، صوبائی مشیر عبدالجید خان اچھزئی، نصر اللہ خان زیرے، ولیم جان برکت اور محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، اراکین صوبائی اسٹبلی میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 15 پیش کرے۔

مشترکہ قرارداد نمبر 15

جناب نصراللہ خان زیری: ہرگاہ کہ 1952ء سے ڈیرہ گھٹی اور سوئی سے لکنے والی گیس 1980ء تک صوبہ کے کسی بھی علاقے کو نہیں دی گئی تھی۔ اب جبکہ گیس کوئٹہ، قلات اور ضلع زیارت کے آدھے حصے کو اور ضلع پشین کے بعض علاقوں کو دے دی گئی ہے۔ بدقتی سے عین جنوری کی سخت ترین سردیوں کے موسم میں، جس میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے گر کر منقی 13 سے منقی 14 میں گیس کا پریشر نہ ہونے کے باہر ہو جاتا ہے اسی طرح زیارت کے آدھے حصے میں قدرتی گیس کی سہولت ہے جبکہ آدھے حصے میں سرے سے ہی گیس نہیں ہے۔ اور جہاں گیس ہے وہاں اس کا پریشر نہیں ہے۔ جس پر پورا صوبہ اور خصوصاً کوئٹہ شہر کی گلی گلی میں عوام نے احتجاج کیا۔ سوئی سدرن کے اعلیٰ حکام کو کوئٹہ طلب کیا گیا لیکن مسئلہ جوں کا توں ہے۔ یہی صورتحال بجلی کی ہے۔ صوبے کی بجلی کی یومیہ ضرورت 1600 میگاوات ہے اور صوبہ کو بجلی کی ترسیل کرنے والی لائین اور ان کی صلاحیت 600 میگاوات کی ہے۔ جبکہ گزشتہ دہائی کی خشک سالی سے پانی کے تمام قدرتی چیزیں اور کاریزات خشک ہو چکی ہیں۔ اور انکی زمینداری کا انحصار صرف بجلی پر ہے۔ اسکے علاوہ صوبہ کے اندر بجلی کا مکمل نظر انداز کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت کی یہ مسلسل نظر اندازی صوبہ کے عوام کے احساس محرومی میں اضافے کا سبب ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ صوبہ کی گیس اور بجلی کے مسلسلے میں فوری نوٹس لے اور ترجیحی بنیادوں پر ایک منصوبہ کے تحت تمام صوبہ کو گیس کی سپلائی اور بجلی کی مد میں زیر تعمیر لائنوں خضدار، لور الائی کی فوری تعمیر اور ساتھ چشمہ ثواب ٹرانسیشن لائن کی منظوری اور انفار اسٹرکچر کے کام کی بلا تاخیر آغاز اور تکمیل نیز گیس پریشر کو بھی فوری یقینی بنایا جائے تاکہ صوبہ میں پائی جانے والی بے چینی کا خاتمه ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 15 پیش ہوئی۔ سیکرٹری صاحب! کچھ سطریں ہیں جو میرے پاس نہیں ہیں، وہ amended ہیں، وہ جو پڑھ کے گئے ہیں، وہ amendments ہیں اس میں وہ سطریں نہیں ہیں۔ اچھا وہ ڈال دی گئی ہیں۔ جو سطریں ڈالی گئی ہیں، تو میں ایوان سے پہلے اجازت لیتا ہوں کیونکہ Amendments ہیں بیٹھیں تشریف رکھیں۔ نصراللہ صاحب نے جو قرارداد پڑھی ہے اُس میں کچھ amended lines

آگئی ہیں۔ House اجازت دیگا تو پھر وہ شامل ہو سکتی گی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: پورا House، ایوان اجازت دے تو وہ اس میں شامل کر دینے، سید رضا صاحب بھی کہتے ہیں کہ میں بھی اس تحریک میں شامل ہونا چاہتا ہوں دونوں چیزوں کی اجازت دیں پینڈری صاحب بھی ہیں۔ تو یہ ایوان اجازت دیگا پھر، انہوں نے کچھ lines پڑھی ہیں وہ اس میں شامل تصور کیئے جائیں گے۔ جی اجازت مل گئی اُس میں ایم رضا اور یامین ہٹھی صاحب اور پینڈری بلوچ صاحب بھی آگئے۔ ابھی اسیں کوئی دلائل دیں محکمات کے بارے میں۔ چلیں جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ کا شکر یہ کہ آپ نے موقع دیا۔ چند دن پہلے بھی اس ایوان میں ایک قرارداد پر بحث ہوئی کہ کوئی میں گیس پریشر کی کمی اور ان بخوبی راتوں میں درجہ حرارت منفی 15، 16 تک پہنچ گیا تھا اس موسم میں گیس کا نہ ہونا یقیناً کسی بڑے عذاب سے کم نہیں۔ اور ہوتا یہ رہا ہے کہ گیس اچانک غائب ہو جاتی ہے کچھ لوگ رات کو، بہت حساس آپ کو پتا ہے کہ گزشتہ ایک ماہ میں ایک درجن سے زائد لوگ اس گیس کے اچانک جانے اور چولے ہیڑر وغیرہ یکدم بند ہونے اور پھر دوبارہ گیس آنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں طلباء اسیں ہلاک ہوئے ہیں اور ایک گھر میں دھماکہ بھی ہوا ہے۔ تو اس صورتحال میں یقیناً، پھر بعد میں ایم ڈی صاحب آئے انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اسکا پریشر بحال کروائیں گے۔ لیکن اب تک اس کا پریشر بحال نہیں ہوا کہ۔ آج بھی اخبارات میں کئی علاقوں میں مظاہرے ہوئے عوام سڑکوں پر آئے۔ جناب! یقیناً جس طرح قرارداد میں کہا گیا ہے کہ 1952ء سے لیکر 1954ء کے دوران گیس پورے ملک میں پہنچ چکی تھی ملک کے بڑے بڑے کارخانے اس سے چلتے رہے۔ 1980ء کے بعد کوئی شہر کے کچھ علاقوں کو دیگئی گئی۔ اس کے بعد فلات، مستونگ، پشین اور زیارت کو گیس دی گئی۔ لیکن ان علاقوں میں بھی گیس صحیح طور پر نہیں پہنچ پا رہی ہے۔ اس صورتحال میں یقیناً عوامی نمائندوں کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس سلسلے میں آواز اٹھائیں۔ اسی طرح آپ بھلی کا دیکھ لیں ایک تو یہ ہے کہ بھلی کے ظاہر زار گئے گئے۔ گیس پائپ لائن اُڑائی گئی اور اور آپ یقین کریں کہ کوئی شہر میں 24 گھنٹوں میں 18، 20 گھنٹے لوڈ شیڈنگ چلتی رہی۔ کوئی شہر کے علاوہ آپ پشین، چمن، فلات اور دیگر اضلاع میں جا کر دیکھ لیں پورے 24 گھنٹوں میں ایک لمحے کیلئے وہاں بھلی نہیں آتی یہاں تک کے پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ جناب اسپیکر! اس صورتحال کا ایک مستقل حل ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ بھلی کی مد میں فوری طور پر تین

بڑی لائنیں لوارالائی، ڈی جی خان ٹرانسیمیشن لائے وہ اب تک پایہ تتمکل تک نہیں پہنچ سکی اور نہ ہی آپکی دادو خضداروالی لائے۔ سب سے بڑھ کر متبدل لائے کے طور پر ہماری پارٹی کا مطالبہ رہا ہے گزشتہ دس سال سے ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ آپ چشمہ سے ڈیرہ اسماعیل خان براستہ ژوب کوئٹہ تک ایک نئی ٹرانسیمیشن لائے لائیں۔ اب بولان سے جو لائے آتی ہے اور عموماً یہ ہوتا رہا ہے عین سیزرن کے وقت جون جولائی میں ٹاورز اڑادیے جاتے ہیں اور جنوری کے عین وسط میں آپ کی گیس پاپ لائے اڑادی جاتی ہے پورا ایک ماہ بجلی اور گیس غائب رہتی ہے۔ تو اس سلسلے میں متبدل کے طور پر ڈیرہ اسماعیل خان چشمہ براستہ ژوب اس ٹرانسیمیشن لائے کی اشہد ضرورت ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں چونکہ ان دو subject گیس، بجلی کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے وفاقی حکومت اس صوبے کے عوام پر رحم کھائے اور فوری طور پر جو ہمیں بجلی اور گیس کی ضرورت ہے اور گیس پر یہ رکوب بھی فوری طور پر بحال کیا جائے اور جو گیس زرغون سے آ رہی ہے ہم نے مطالبہ کیا ہے اور زرغون غر کے عوام بھی چاہ رہے ہیں وہاں سے گیس کوئٹہ لائی جائے تاکہ اسکی capacity کو بڑھایا جائے اسلئے کہ دو انج کے پائپ میں آپ چار انج گیس نہیں لاسکتے۔ جو ہماری ضرورت ہے 1600 میگاوات اور ہمیں 600 میگاوات بجلی بھی نہیں مل رہی ہے۔ اگر پوری 600 میگاوات بجلی بھی ہمیں مل جائے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئٹہ شہر میں پھر دو گھنٹے لوڈ شیڈنگ نہیں ہوگی۔ جس طرح اس قرارداد کا متن ہے اس کے مطابق وفاقی حکومت اقدامات کرے۔ یقیناً تمام House کا یہ مطالبہ ہے کہ ان دونوں نویت کے مسئلے، پنس صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی ہے وہ بھی اس سے related ہے اب لسیلہ کے عوام KESC کے رحم و کرم پر ہیں۔ کیوں ہم ہر چیز میں دوسروں کے رحم و کرم پر ہوں جب ہمارے پاس خود گیس موجود ہے جب ہم پورے ملک کو گیس provide کر رہے ہیں تو کیوں ہمیں بجلی نہیں دی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر! میرا اس قرارداد کے توسط سے یہی مطالبہ ہے کہ وفاقی حکومت اس سلسلے میں اقدامات کرے ہمارے عوام کا یہ فوری نویت کا مسئلہ حل کرادے، بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ کوشش کریں کہ مختصر ہو اور بھی سرکاری قراردادیں ہیں ممبر بولنے والے کافی ہیں۔ ڈاکٹر شمع کی بھی چٹ ملی ہے کہ آپکی نظر مجھ پر نہیں پڑی ہے sorry for that۔ آپ بھی اس تقریب کا حصہ ہیں۔ سید رضا صاحب مختصر کریں ساروں کو موقع دوں گا ضروری چیز بھی ہے energy crisis آپکے صوبے میں ہے۔

سید محمد رضا: Thank you جناب اسپیکر۔ شکریہ کہ میرا نام تاخیر سے صحیح لیکن اسیں ڈال دیا گیا۔

زیرے صاحب کی اس بات کو میں second کرنا چاہوں گا کہ 1952ء میں گیس دریافت ہوتی ہے اور پھر within no time تقریباً پورے ملک کو گیس کی سپلائی شروع ہو جاتی ہے، کوئئی کینٹ کو early 1980's میں گیس دی جاتی ہے۔ اور پھر باقی ماندہ کوئئی بھی گیس کی سپلائی شروع ہوتی ہے۔ بڑے شہروں میں 156 انج قطر کی پائپ لائن بچھائی جاتی ہے تاکہ لوگوں کی ضروریات، میں پائپ لائن کی ممیں بات کر رہا ہوں تاکہ لوگوں کی ضروریات پوری ہوں۔ قسمتی سے کوئئی 16 انج قطر کی دی گئی پھر بعد میں دوسرے قریبی ایریا زکو پھر دوسرے شہروں کو بھی اُسی میں لائن سے گیس دی گئی۔ ظاہر ہے بوجھ تو پڑنا تھا۔ 32,33 سال گزرنے کے بعد پائپوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہوتی ہے۔ میں جانتا ہوں ان لوگوں کو جن کی ڈیونٹی تھی کہ رات کو گیارہ بجے وہ جا کے گیس کا پریش کم کرتے تھے اور صحیح فجر کے وقت پریش دوبارہ بڑھاتے تھے لیکن اب یہ سلسلہ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ عوام کو قدرت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے نہ سوئی سدرن گیس کی طرف سے اقدامات کیے جا رہے ہیں نہ بار بار اس House کے کہنے پر، معزز ارکین کے اصرار کے باوجود متعلقہ ادارے کا کوئی بڑا بندہ یہاں نہیں آتا تاکہ ہمارے reservations کو address کر سکیں۔ جہاں تک ایندھن کا تعلق ہے عین سردی کے وقت گیس اور بجلی کا نہ ہونا کسی عذاب سے کم نہیں ہے۔ اور پھر گرمیوں میں پانی غائب ہو جاتا ہے، بحیثیت کوئئے کے شہری اور عوامی نمائندہ ہونے کے میں پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ آخر یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا؟ گھروں سے ہمارا لکنا دو بھر ہو گیا ہے۔ لوگ آکے ہمارا گریبان پکڑتے ہیں کہ آپ کس مرض کی دوا ہیں؟ اگر یہ سلسلہ اسی طرح سے رہنا تھا تو پھر آپ لوگوں کی ضرورت کیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے کہ ہر دن، ہر وقت لوگ ہم سے پوچھتے ہیں۔ تو اس ایوان کے توسط سے میری یہ گزارش ہے کہ مذکورہ جتنے بھی ادارے ہیں انکے سربراہان کو یہاں بلا یا جائے اور انکو اس ایوان کے اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کے reservations سے آگاہ کیا جائے تاکہ لوگوں کے عوامی نویت کے مسائل فوری طور پر حل ہو سکیں۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: thank you جی۔ یہ میں لہڑی صاحب اذرا مجھے ایوان کو اعتماد میں لینے دیں۔ جب گرمیوں میں پانی کی shortage ہوتی ہے تو لوگ گھروں میں موڑ لگا کے دوسروں کا حق مارتے ہیں کہ وہ normal حق بھی نہیں ملتا۔ ابھی اطلاعات آرہی ہیں کیونکہ گیس کے کم پریش کی وجہ سے گیس نہیں پہنچ رہی ہے، لوگوں نے کمپریس لگایا ہے وہ زیادہ گیس اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اگلے کا حق مار دیتے ہیں۔ یہ اسلئے حق مارتے ہیں کہ اوپر سے حق نہیں مل رہا ہے پھر ہر طرف لا چٹ آ جاتا ہے آپ لوگ اسکا بھی نوٹس لے لیں اسکو بھی چیک کرانا پڑیگا جہاں دل چاہتا ہے تو وہاں بڑے ریگولیٹر لگا دیتے ہیں جہاں دل نہ چاہتا وہاں نہیں ہوتا۔

جی میڈم۔

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: بُسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب اپنیکر! میرے خیال میں معزز اکین نے اس معاملے میں اپنی explanation دی ہے۔ بحثیت رکن میری سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ پچھلے جو 6,7 مینے گزرے ہیں ان میں ہماری زیادہ تر بحث اور مختلف اراکین نے جو اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا ہے وہ گیس اور بجلی کے حوالے سے ہیں۔ اور یہ صوبائی subject نہیں ہمارے domain میں نہیں آتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود چونکہ میرا تعلق ضلع مستونگ سے ہے وہاں ہماری خواتین، بچے روؤں پر آ کر احتجاج کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو میرے خیال میں اس سنگین نوعیت کے issue کو ہمیں بہت serious لینا چاہیے اور ہمیں خاص طور پر صوبائی حکومت کو ناکرده گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ ظاہر ہے ہم لوگوں کا تعلق ہے جتنے بھی منتخب ممبران ہیں ہم عوامی نمائندے ہیں اور لوگ جب روؤں پر آ کے احتجاج کرتے ہیں وہ اپنے عوامی نمائندوں کو بھی سناتے ہیں کہ آپ لوگوں میں ہمت نہیں ہے یا آپ ایکشن کے وقت آکے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں لیکن پھر ہمارے وہ دعوے پورے نہیں ہوتے ہیں، پہلے جو تھوڑی بہت بچلی تھی اب تو گیس بھی غائب ہو گئی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں صوبائی حکومت کا بتاؤں 6,7 مینوں میں جو subjects صوبائی حکومت کے تھے جو ہمارے domain میں جو کام آتے تھے اُن میں تو بہت ہی خاطر خواہ progress نظر آتی ہے چاہیے امن و امان ہو، ہیئت خواہ ہو یا ایجوکیشن ہو غرض جتنے بھی صوبائی chapter ہیں اُن میں دن رات ایک کر کے ہماری گورنمنٹ نے ایک واضح تبدیلی دکھائی ہے لیکن گیس بچلی ہمارے domain میں نہیں آتی یہ مرکز کے subject ہیں لیکن یہ ہے کہ ہمارا زیادہ تر ناائم اسی پر جا رہا ہے اور پھر ہم سمجھتے ہیں کہ پچلا جو دور گزر رہے وہ اُن practises کو فن کیا جائے ابھی یہ ہے کہ ہم ایسے نہیں چھوڑیں گے کہ ہماری قرارداد میں رہی کی ٹوکری میں جائیں بلکہ اُن کی شناوری ہونی چاہیے کوئی mechanism آپ طے کر لیں یا تو یہ ہے کہ جو حکام بالا ہیں وہ یہاں ہمارے اس احتجاج کو دیکھ لیں سُن لیں۔ مطلب میں پہلی دفعہ سُن رہی ہوں کہ گیس جو کہ ہماری میراث ہے جس کے ہم مالک ہیں اور ہم مالک ہوتے ہوئے ایسا لگتا ہے جیسا کہ ہم بھیگ مانگ رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہے جناب اپنیکر! اگر مرکز کو بلوچستان میں ایک تبدیلی لیکر آنی ہے اور یہاں کے عوام کو باور کروانا ہے کہ اب جو mindset ہو گیا ہے کوئی مادہ نہیں ہے جو ہمیں نظر آتے، ان سہولتوں کی improvement سے ہم fell کر سکتے ہیں تو اس میں میرے خیال میں ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر میں یہاں مستونگ کی بات کروں گی وہاں کے عوام بہت زیادہ مسائل سے دوچار ہیں یا تو ایک

فیصلہ کریں کہ گیس کے پریشر کو ٹھیک کریں اور ٹرانسمیشن لائن کو مکمل کر لیں ہمارے جو due rights ہیں وہ ہمیں دیئے جائیں اگر نہیں دے سکتے temporary arrangement کیلئے ہم کہتے ہیں چاٹ اور کونسل کے بجٹ سے واپڈ اور سوئی سدران کے بجٹ سے وہ کٹ کر کے اپنے عوام کو دے دیں انہی عوام کے جو مخالفات ہیں اُن کی protection زیادہ عزیز ہے اس پلیٹ فارم سے میں یہی کہنا چاہوں گی کہ نہایت ہی اہمیت کی حامل قرارداد ہے ایک تو اس کو پاس ہونا چاہیے، اور ساتھ ساتھ کوئی strong فیصلہ ہو کوئی کمیٹی اگر بنائے یا انکے افران یہاں آکے اس مسئلے کو فوری طور پر حل کریں۔

جناب اسپیکر: میڈم ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب! آپ کی طرف بھی آر ہے ہیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جس طرح کہتے ہیں کہ سائل اور سائل پر اختیارات، تو میں سمجھتی ہوں اسی طرح گیس جناب اسپیکر صاحب! 1952ء میں ڈیرہ بگٹی کے مقام سے دریافت ہوئی اور اسکی ترسیل 1954ء میں ملک کے بہت سارے ایریا میں ہوئی، مگر بلوچستان کو پہلی بار گیس 1985ء میں ملی وہ بھی صرف کوئٹہ کے چند علاقوں تک، 60 سال کے بعد زیارت، پشین، مستونگ، منچر اور قلات کو گیس فراہم کی گئی جس کی وجہ سے کوئٹہ کے بہت سارے علاقوں میں اس کا پریشر بہت کم ہے۔ اور آج دنیا global village میں یہ بتاتی چلوں کہ گیس ڈولپمنٹ سرچارج 1992ء میں شروع کیا گیا ہے۔ یعنی 1954ء کے توسط سے میں یہ بتاتی چلوں کہ گیس ڈولپمنٹ سرچارج 1992ء میں شروع کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! اس ایوان سے لیکر 1992ء تک ہمیں جی ڈی ایس نہیں دیا گیا۔ وفاق بلوچستان کے اربوں روپے کے آج بھی مقروظ ہے۔ ساتویں این ایف سی ایوارڈ میں گوکہ ہمیں 120 ارب روپے دیئے تھے جو کہ ناکافی تھے۔ اسی لئے بقایا جات جو وفاق کے ذمے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ انہیں یقینی بنا یا جائے اور ان سے یہ کہا جائے کہ جو ہمارے rights ہیں جو وہ مقروظ ہیں وہ ہمیں دیئے جائیں۔ جی۔

جناب اسپیکر: thank you. جی ہینڈری صاحب۔

جناب ہینڈری مسح بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ یہاں میرے محترم دوست نصر اللہ زیرے صاحب نے جو قرارداد پیش کی، واقعی وہ ایک عوامی نوعیت کی قرارداد ہے۔ آج ہم یہ دیکھیں کہ ہم بڑے دعوے کرتے ہیں ”کہ ہم عوامی نمائندے ہیں عوام نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں۔“ آیا ہم عوام کے بنیادی مسائل حل کرنے کی پوزیشن میں ہیں ان کو حل کر رہے ہیں؟ عوام کے بنیادی مسائل میں گیس، بجلی اور پانی یہ وہ چیزیں ہیں جنکی موسم کے

ساتھ ساتھ ترجیحات میں اضافہ ہوتا ہے آج بلوچستان بھر میں جو energy کا بحران ہے اُسکے ذمہ دار کون ہیں؟ عوامی نمائندے یا وہ کمپنیاں جو گیس یا بجلی مہیا کرتی ہیں آج ہمیں اس سمت کا بھی تعین کرنا ہو گا کہ انکا ذمہ دار عوامی نمائندے یا وہ کمپنیاں ہیں؟ نمائندے وہ ہیں جو عوام سے ووٹ لیتے ہیں عوام کے سامنے وعدے دعید کرتے ہیں کہ ہم آپ کے مسائل حل کر کے آپ کی دہلیز تک پہنچائیں گے۔ مگر وہ بے بس نظر آ رہے ہیں دوسرا طرف جو پرانیوں کمپنیاں ہیں جو گورنمنٹ سے کروڑوں اربوں روپے لیتی ہیں مگر اس کے باوجود بھی وہ عوام کو کسی قسم کی facility مہیا نہیں کرتیں۔ آج بلوچستان کے اندر شدید سردی کا موسم ہے، مگر یہاں گیس کی صورتحال یہ ہے کہ ایک وقت کا کھانا تیار کرنے کیلئے بھی ہماری خواتین کو پتا نہیں کیا جتن کرنا پڑتا ہے، ہم مردوں کے ان سے کہتے ہیں کہ ہمیں کھانا دو، ہم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ان چیزوں کو بنانے کیلئے انکو کن مشکلات کا سامنا ہے؟ میرا تعلق جناب عالی! مستونگ سے ہے۔ پچھلے تقریباً ایک ماہ سے وہاں سے عوام کے messages ہمیں آ رہے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے آنے سے پہلے ہمارے پاس تو گیس تھی بجلی اگر نہیں تھی جب آپ elect ہوئے تو ہم سے گیس بھی چلی گئی۔ آج مستونگ کی تاریخ میں، بلوچستان کی تاریخ میں ہزاروں خواتین اور بچوں نے مستونگ کی نیشنل ہاؤے کو پانچ گھنٹے block کیا۔ انہوں نے وہاں سے منتخب ہونے والے عوامی نمائندوں کے خلاف نعرہ بازی کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ انکا بنیادی حق ہے وہ جمہوری حق میں اپنا احتجاج کر سکتے ہیں۔ مگر یہاں جو سوئی سدرن گیس کمپنی ہے کیسکو اور واپڈا ہے، انکے سر پر جوں تک نہیں ریگنی اُنکے جوا فران ہیں اپنے محلوں میں عالی شان زندگی بس رکر رہے ہیں انکو گرم اور ٹھنڈی ہوا میں ملتی ہیں۔ مگر ہمارے وہ لوگ جن کے پاس چھت نہیں ہے جن کے پاس کھانے کیلئے روٹی نہیں جن کے پاس اتنی energy نہیں کہ وہ اپنی گزر بس رکسکیں، انکا کیا قصور ہے؟ جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ مستونگ میں گزشتہ ایک سال سے جو وہاں system billings کا صارف کو تقریباً ایک ماہ کے پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ ہزار روپے کے بل بھیجے جاتے ہیں یہ ظلم، زیادتی اور نا انصافی ہے۔ ہم ان تمام کمپنیوں کو اس معزز ایوان کے پلیٹ فارم کے حوالے سے تنیبہ کرتے ہیں کہ اپنا قبلہ درست کریں۔ ہم عوامی نمائندے ہیں ہم عوام کے حقوق ان کے مسائل کو حل کرنے کیلئے ہر سطح پر انکے ساتھ ہم بات کر سکتے ہیں اور انکے ساتھ نہ سکتے ہیں۔ جناب عالی! مستونگ اور قلات میں پائپ لائن جو کوئی کے علاقے ہزار گنجی میں، یہاں ایک technical چیز ہے جس کو TBBC کہا جاتا ہے وہ لگائی گئی ہے جس سے ٹرک اڈہ ہزار گنجی، ریسنسنی ٹاؤن اور دیگر علاقوں میں تقریباً دس ہزار کلکشن وہاں دیے گئے ہیں۔ اور یہاں یہ

TBBC ہزار گنجی کی بجائے اگر لپاس پر لگاتے تو اس سے مستونگ میں جو گیس کا بحران ہے وہ کافی حد تک بہتر ہو سکتا۔ اس وقت کوئی سے 130 پونڈ گیس ہزار گنجی تک پہنچتی ہے اور ہزار گنجی سے لپاس تک 50 پونڈ تک فتح جاتی ہے اور مستونگ تک پہنچتے ہی صرف 22 پونڈ گیس فتح جاتی ہے اور آگے قلات تک آپ اندازہ کریں کہ 8 یا 10 پونڈ فتح جائے گی۔ مستونگ اور قلات میں کل بارہ ہزار کنکشنز ہیں تو ان تمام صورتحال میں ان تمام انجی کے بحران میں وفاق کو کیونکہ یہ دونوں محکمے وفاق کے ہیں ان کو ان چیزوں کا ادراک کرنا چاہیے انکو سوچنا چاہیے کہ یہاں سے نکلنے والی گیس جو پاکستان کے طول و عرض میں پہنچ پہنچ ہے یا پاکستان کی تمام ملزومات ریز اس گیس سے چل رہی ہیں۔ ہمارے پسمندہ، مجبور، بے بس لوگوں کو گیس کی یہ سہولت بھی میسر نہیں یہ زیادتی نہیں تو کیا ہے؟ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ جی ولیم برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: شکریہ جناب اسپیکر۔ میرے فالصل دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ دونوں مسئللوں پر بات چیت کی۔ گزارش یہ ہے کہ کوئی کی شاید کوئی گلی ایسی ہو گی جہاں گیس کے مسئلے پر احتجاج نہیں ہوا ہو۔ اور مستونگ میں خواتین اور بچوں نے پانچ گھنٹے تک روڈ کو بلاک کر کے احتجاج کیا۔ بدقتی یہ ہے کہ گیس نہ ملنا تو ایک علیحدہ بات ہے جب بل آتے ہیں تو انکو دیکھ کروہ اور زیادہ پریشانی میں گرفتار ہوتے ہیں، ہم جیسے لوگ بھی تین ماہ دسمبر، جنوری اور فروری کا بل وہ پورے نو مہینے کے بلوں کے برابر ہوتا ہے جو ایک عام انسان کیلئے وہ بل ادا کرنا ناممکن ہے، اس سے قرض لینا پڑتا ہے ورنہ گیس تو ویسے ہی کٹ جاتی ہے بدقتی یہ بھی ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود ہماری پارٹی نے پچھلے پانچ سال میں اس پر کئی بار احتجاج کیا کئی بار جلسے جلوس کیے لیکن اب ہم حکومت میں ہیں، لیکن فرق کچھ نہیں آیا سلسلہ ویسے ہی جاری ہی ہے زیارت میں گیس دی گئی آدھے زیارت کو دی گئی ہے اور آدھے میں نہیں ہے اور وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے زیارت کا جو نگل ہے وہ دنیا میں ایک مقام رکھتا ہے اور اس گیس کے نہ ملنے کی وجہ سے اس کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے ان کی مجبوری ہے اب یہ بھی ست مریغی کہ کان مہترزی، خانوڑی، ژوب اور چمن نے کیا قصور کیا ہے وہاں بھی تو سردی پڑتی ہے؟ اس طرف گیس کا وجود ہی نہیں ہے۔ یہ سارے ایسے مسائل ہیں جن کو حل کرنے کیلئے اس ایوان میں بھی بات ہوئی۔ ہماری پارٹی کے دوستوں نے بھی کہا کہ بھی زرغون غرے گیس لی جائے تاکہ متبادل طور پر اس علاقے کو گیس دی جائے لیکن اس پر بھی اب تک کوئی پیش رفت نظر نہیں آتی بھلی کی بھی بالکل یہی صورتحال ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے چشمہ ژوب ڈیرہ اسمیل خان کے ذریعے متبادل لائن کیلئے ہم نے احتجاج بھی کیا اور اسمبلی کے سامنے وہرنا

بھی دیا لیکن کچھ نہیں ہوا۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ ان مسائل کے حل کیلئے آخرون آگے جائیگا؟ اب تو ہم حکومت میں ہیں، ہم وفاقی حکومت کے ساتھ حل کرائے مسئلتوں کو حل کرنا ہے۔ اگر ہم حل نہیں کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بالکل سابقہ ادوار کی طرح ہم نے بھی وہی ریت اختیار کی ہے جو سابقہ ممبران نے اختیار کی ہوئی تھی۔ لیکن ہماری یہ جدوجہد ہے کہ اس دور میں کم از کم ان دو چیزوں میں بہتری نظر آئے۔ جیسے میری بہن نے کہا کہ دوسرے شعبوں میں اس حکومت نے بہتری دکھائی ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ ان دونوں تبادل راستوں کیلئے بھی کاوشیں کرے۔ جوں میں جب شدید گرمی پڑتی ہے اور یہاں کاشت اور باغات کیلئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو عین اسوقت ٹاور زائرائے جاتے ہیں تاکہ اس پورے بیلٹ کے لوگوں کو مالی طور پر نقصان پہنچایا جائے۔ اور بالکل اسی طرح دسمبر، جنوری اور فروری میں گیس پائپ لائن کا مسئلہ ہوتا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ وہ ٹھیک ہے یا غلط ہے کرنے والے غلط ہیں لیکن اصول کی بات یہ ہے کہ یہ پیلک کیلئے تکلیف کا باعث ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ان اقدامات کی روک تھام انکی حوصلہ شکنی ہوتا کہ یہ سلسلے بند ہو جائیں اور پیلک کو یہ تمام سہولیات جن کیلئے وہ پیسہ دیتے ہیں جن کیلئے وہ باقاعدہ مل دیتے ہیں ٹیکس ادا کرتے ہیں یا انہیں ملنی چاہتیں۔ شکر یہ۔

جناب اپیکر: شکر یہ جی۔ جی غلام دنگیر بادینی صاحب۔

حاجی غلام دنگیر بادینی: میں بھلی کے حوالے سے بات کروں گا جیسے دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتائیں کیں۔ جناب اپیکر صاحب! بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہمارے ڈسٹرکٹس نو شکی، چاغی اور تفتان میں میرے خیال میں اگر دیکھا جائے تو چوبیں گھنٹے تفتان کو ایران سے بھلی کی سپلائی ہو رہی ہے۔ لیکن جب ٹاور زائرائے جاتے ہیں تو تفتان کو پندرہ یا بارہ گھنٹے تک بھلی دی جاتی ہے۔ جب کیسا کو حضرات سے پوچھا جاتا ہے کہ جی تفتان کو ایران بھلی دے رہا ہے آپ اسکی بھلی کیوں بند کر رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ جی اظہار تجھیکی کے طور پر دے رہے ہیں۔ بلوچستان میں بھلی کی قلت ہے یا شارٹ فال بہت زیادہ بڑھ گیا ہے ٹاور زائرائے کے گھنے ہیں ایران دے رہا ہے تفتان تک اس کو بھی بند کیا جاتا ہے۔ جناب اپیکر صاحب! میں اس ایوان کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہمارے جو ایران کے ساتھ بارڈر ایریا زیادہ ہے اسکو ایران سے بھلی دی جائے۔ جیسے ہمارے ڈسٹرکٹ چاغی ہے، مکران بیلٹ ہے۔ emergency basis میں کوئی ایسا مستقل حل نکالا جائے کہ اگر ٹاور زائرائے جاتے ہیں تو اس کیلئے ابھی تک ہم وہی ہزاروں سال پہلے والی پالیسی اپنائی ہوئی ہے دو ٹاور زائرائے کے بنے میں ایک مہینہ لگ جاتا ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! میں یہی کہونگا کہ emergency basis میں جیسے نصر اللہ صاحب نے کہا کہ مستقل حل۔ آیا ہم روزانہ گیس اور بھلی میرے خیال میں یہی دو issues

بیں، میرے خیال میں ہماری اسمبلی زیادہ تر انہی دو issues پر چلی ہے۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ سوئی سدرن گیس کمپنی کے جی ایم اور واپڈا کے چیف کو یہاں بلا یا جائے تاکہ ان کا کوئی مستقل حل نکالا جائے۔ جب سردیوں کا موسم آ جاتا ہے کوئٹہ کی گیس غائب ہو جاتی ہے یا ہمارے دور دراز علاقے جن اضلاع کو بجلی دی گئی ہے وہاں سردیوں میں گیس غائب رہتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں کوئٹہ کی بجلی شاید دو دن سے بحال ہوئی ہے۔ ابھی بھی دبی ہی علاقوں میں دو سے چار گھنٹے بجلی دی جا رہی ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ جیسے دلیم صاحب اور ہینڈری صاحب نے کہا کہ جی ہمیں کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے بجلی اچھی تھی ابھی آپ لوگ آگئے تو بجلی کا یہ حال ہے۔ تو لہذا جو دبی ہی علاقے ہیں جہاں زراعت ہوتی ہے وہاں بھی ایسے لوگ ہیں تو اس کیلئے جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ کیسکو چیف کے ساتھ ایک میٹنگ کریں۔ میرے خیال میں روزانہ اگر ہم یہاں دس میں منٹ speech کریں، جائے ہم اس issue کو اتنا کیونکہ جب بجلی کا بحران آ جاتا ہے یا انکی اپنی جو چوری ہوتی ہے اگر دس دن میں بننا ہے یا لوگ ایک مہینہ لگا دیتے ہیں کیونکہ جو چوری انہوں نے کی ہوتی ہے ان کو recover کرتے ہیں۔ گزارش یہی ہے کہ ان کو بلا کر ان کے ساتھ تختی سے بات کی جائے۔ مہربانی جی۔

جناب اسپیکر: جی معصومہ صاحبہ۔

محترمہ معصومہ حیات: شکریہ اسپیکر صاحب۔ آج جو قرارداد پیش کی گئی ہے وہ بہت اہم نوعیت کی ہے اور اس پر اگر ہم پورا مہینہ یا پورا سیشن بھی بولتے رہیں تو بھی کم ہے۔ جیسے ہمارے ممبر نے کہا کہ اس پر ہر روز بیس بیس منٹ اگر ایک ممبر بھی بوتا ہے بلکہ ہمیں اس پر بولنا ہی نہیں چاہیے۔ کیونکہ جو ہمارے قدرتی وسائل ہیں گیس ہمارے بلوچستان کا حصہ ہے اور ہری سے نکلتی ہے اور بہت افسوس کی بات ہے کہ ہم یہ دوسروں سے مانگتے ہیں۔ ہم لوگ خیرات نہیں مانگ رہے ہیں اس پر ہم لوگوں کوختی سے عمل کرنا ہو گا اور ہم لوگوں کو وفاق تک یہ بات پہنچانی ہو گی کہ یہ ہمارا حق ہے ہمیں ملنے چاہیے۔ اور اسپیکر صاحب! میں جس علاقے میں رہتی ہوں اگر میں گاؤں کی بات کرتی ہوں یا پیشیں کی یہاں کوئٹہ شہر شالدرہ میں گیس نہ ہونے کے برابر ہے بالکل اسکا پریشر اتنا کم ہے کہ لوگ لکڑیاں جلا کر کھانا وغیرہ تیار کرتے ہیں اور بجلی کا بھی یہی حال ہے میرے خیال میں پانچ تاریخ سے ابھی تک ہمارے علاقوں میں بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اسکا حل کیا وفاقد والے ہمیں نہیں سنتے کہ ہم اس پر steps اٹھائیں اور وہ بلوچستان سے سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کر رہے ہیں۔ اور جب تک یہ لوگ ہمیں ہمارا حق نہیں دیتے ہم بولتے رہیں گے کیونکہ یہ ہمارے وسائل ہیں اور ان پر ہمارا ہی حق ہے۔

جناب اپسیکر! اس سے سارے لوگ متاثر ہو رہے ہیں یہاں بات امیر اور غریب کی نہیں ہے جو بھی طبقہ ہے چاہے بھلی ہو یا گیس ہواں سے تمام متاثر ہوتے ہیں اگر ہم بات کرتے ہیں چمن کی تواہاں گیس بالکل نہیں ہے۔ اور تو بہاچنی میں ہماری تمام زراعت تباہ ہو چکی ہے اور اسی طرح گیس نہ ہونے کی وجہ سے زیارت کے صنوبر کے جنگلات ختم ہو چکے ہیں آخ رکب تک یہ ہوتا رہیا گناہ اپسیکر! گیس چونکہ بلوچستان سے نکلتی ہے لیکن اس سے ہم محروم ہیں اور پنجاب کی تمام انڈسٹریز اور کارخانے اسی سے چل رہے ہیں اگر ان کو پروائیڈ کیا جاتا ہے تو ہمارا بھی حق ہے ہمیں بھی provide کیا جائے۔ thank you جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر: شکریہ جی، عاصم کرد صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: اپسیکر صاحب! اس بیان میں بھلی کے مسئلے پر کافی عرصے سے بحث ہو رہی ہے مگر یہ مسئلہ تاحال حل نہیں ہوا ہے۔ اپسیکر صاحب! بلوچستان کی بھلی کی کھپت ہے تقریباً سولہ سو میگاوات ہے جو یہاں ابھی بھلی دے رہے ہیں وہ پہلے تقریباً ساڑھے تین چار سو میگاوات تھی اپسیکر صاحب! اُس دن بھی میں نے اس فلور پر قائد بیان سے کہا تھا کہ اب دو سو میگاوات تک آچکی ہے۔ حالیہ جو سرداری کی ایک لہر آئی اس میں ہمارے سی ایم نے دونوں تھرمل پاورز کو گیس کی سپلائی بند کر دی گئی ہے اس وقت بلوچستان میں گندم وغیرہ کی کاشت کا سیزن ہے ایک گھنٹہ بھلی آتی ہے وہ پانی بھی پینے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور لوگوں کی زمینداری باغات وغیرہ پہلے تباہ ہو چکے ہیں۔ پچھلے ادوار میں بلوچستان میں آیا تھا اسی میں تو ایسے ہی سوکھ گئے اسکے بعد پکھ عرصت صحیح ہوا اب باشیں بھی نہیں ہیں۔ تو اپسیکر صاحب! اُس دن بھی میں نے کہا اور آج لیڈر آف دی ہاؤس نہیں ہیں میں نے ان سے کہا تھا ابھی گندم کی کاشت کا موسم ہے آپ نے ان کی گیس بند کر دی ہے۔ ہمارے لوگوں کا 80% ذریعہ معاش زمینداری پر منحصر ہے اگری زمینداری کا دارو مدار ٹیوب ویلوں پر ہے اگر انکو بھلی نہیں ملے گی تو زمینداری نہیں ہو گی مستقبل میں ہمارے مسائل اور بڑھیں گے کیونکہ کسی کے پاس خوارک نہیں ہو گی اس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی خراب ہو سکتی ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگری گیس سپلائی دوبارہ بحال کروادیں۔ اپسیکر صاحب ان دو پروجیکٹ سے one eighty something میگاوات بھلی آرہی ہے۔ تو میں نے سی ایم سے کہا کہ مہربانی کر کے اگری سپلائی دوبارہ بحال کروادیں تو آپکے توسط سے ایک بار پھر ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے request کرتے ہیں کہ مہربانی کریں ہمارے زمیندار بالکل تباہی کے دھانے پر پنچ چکے ہیں۔ مہربانی۔

جناب اپسیکر: thank you، میڈم حسن بانو صاحب۔

محترمہ محسن بانور خٹانی: شکر یہ جناب اسپیکر! میرے معزز اراکین نے جو قرارداد پیش کی ہے same سے ملتی جلتی قرارداد میں اور حاصل عبد المالک صاحب نے مشترکہ جمع کروائی ہے یہاں تک کیوں نہیں آسکی ہے اسکی وجہات نامعلوم ہیں۔ جناب اسپیکر! گیس اور بجلی کے حوالے سے ہم بات کرتے ہیں میرا تعلق ضلع چاغی سے ہے وہاں صرف گیس نہیں بلکہ بجلی کی بھی حالت ویسے ہی ہے جیسے کہ تمام معزز اراکین کا یہی کہنا ہے کہ ہمارے جو وسائل ہیں ان سے ہم محروم ہیں۔ میں کبھی کبھی اپنی مثال خاص کر ہمارے بلوچستان کی مثال ایک تینیم پچے کی طرح جو انتہائی مالدار ہوتا ہے لیکن اسکے باوجود وہ اپنی ایک ایک چیز کیلئے ترس رہا ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! گیس کے حوالے سے دیکھا جائے ہمارے ضلع چاغی کے عوام آج اکیسویں صدی میں بھی انتہائی کسپرسی کی حالت میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں ابھی ان کیلئے کیا رونا، ہم تو اپنے لئے بھی آج کل یہی رو رہے ہیں گیس نہ ہونے کے برابر ہے جگہ جگہ گھروں میں آپ دیکھ لیں کہ لکڑیوں کا انتظام ہورہا ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے یہی کہتی ہوں کہ جب ایک عمارت کی بنیاد ہی ٹیڑھی رکھی جائے تو پوری عمارت ٹیڑھی بنتی ہے۔ اگر ہم اسی طرح اپنے وسائل کیلئے روتے رہیں تو مجھ نہیں لگتا کہ ہمارے حالات پر امن ہونگے جب تک ہمارے حقوق اور وسائل ہمیں نہیں ملیں گے۔ ویسے بھی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب یہاں موجود نہیں ہیں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ ان سے کہیں کہ ہماری گیس اور بجلی کے جو وسائل ہیں روز رو زکے رونے سے ایک دن کا رونا بہتر ہے کہ ہم اپنے مسئلے مسائل حل کریں ہمارا ہر دوسرا سیشن گیس اور بجلی کے حوالے سے ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے یہی انتخاء کرتی ہوں کہ ہمارے جو مسئلے مسائل ہیں ان کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے یا وزیر اعلیٰ اور ہمارے اپوزیشن لیڈر بھی وہاں موجود ہیں ان سے بھی یہی گزارش کی جائے کہ ان مسئلوں کو خصوصی طور پر وہاں حل کرنے کی کوشش کریں اور انہیں حل کر کے لوٹیں۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: thank you، سردار مصطفیٰ ترین صاحب، ثمینہ بی بی! آپ بات کرنا چاہتی تھیں، جی سردار مصطفیٰ ترین صاحب۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین (وزیر بلدیات، رول ڈولپمنٹ، اربن پلانگ ڈولپمنٹ) : جناب اسپیکر! یہ قرارداد جو پیش کی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! میں ادھر آپ کو تھوڑا روکتا ہوں دو منٹ تشریف رکھیں۔ تازہ تازہ نوبت یہ آئی کہ ایک معاملہ ہو گیا اور وزیر اعلیٰ اپنی کابینہ، all parties کو اسلام آباد جانا پڑا۔ اور یہ مسئلے آج کے نہیں کئی سوالوں سے چلے آرہے ہیں ہمارے بلوچستان کے مسئلوں کی ڈرگت بنتی ہے۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ ہم اتنا

لاچار اور بے بس ہو گئے ہیں کہ کیا کریں آگے جب ہمیں ادھر جانا پڑتا ہے اور کبھی کبھی میں نہ پڑتا ہوں پھر اس وقت خیال آتا ہے کہ پرانے زمانے میں اسلام سے پہلے، عیسائیت سے پہلے، جب قدرت ناراض ہوتی تھی تو وہ پھر صدقہ کی شکل میں کسی انسان کو ذبح کر دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب ہم قدرتی آفات سے فتح جائینے۔ ابھی آپ لوگ کس کو قربان کرتے ہیں ایک طرف سے قدرتی آفات دوسری طرف سے دنیاوی آفات۔ ہم سب تیار ہیں لیڈر آف اپوزیشن آگے آگے وقت شہادت ہے اللہ اکبر مسم اللہ کریں کچھ کرنا پڑیگا جو ابھی گئے ہیں اسی طرح ہو گا ادھر ہم لوگوں کی تقریروں سے کچھ بھی نہیں ہو گا زیارت وال صاحب آخر میں سمیٹیں گے۔ آپ کو ادھر جا کر قیام کرنا پڑیگا انکو احساس دلانا پڑیگا۔ آپ گئے بہت اچھا کیا لیکن ہماری قسم نے ساتھ نہیں دیا وہاں چار incidents کے Lawlessness کے یہ ہے قدرت کا کمال۔ تو اسلئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کر آگئے بڑھنا ہے زیارت وال صاحب پھر اپنی speech میں سمیٹیں گے کہ کیسے ہم approach کریں گے۔ پانچ دفعہ میں ممبر بنا ہوں سات دفعہ صالح بھوتانی صاحب بنے ہیں ہر وقت یہ مسئلے اٹھتے ہیں لیکن کوئی response نہیں آتا یہ سوچ لیں کہ ہمیں مستقبل کے لئے کیا کرنا ہے۔ جی سردار مصطفیٰ ترین صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: جناب اسپیکر صاحب! پونٹ آف آرڈر؟

جناب اسپیکر: اُن کو تقریر کرنے دیں۔

آغا سید لیاقت علی: میں ایک نقطہ ادھر واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جناب! آپ نے کہا کہی دفعہ آپ رہے ہیں بھوتانی صاحب اور جام یوسف مرحوم رہے ہیں جو نوے دن والے ہیں وہ بھی رہے ہیں۔ کیا آپ لوگوں نے کبھی یہ سوچا تھا کہ گیس کے جواہارہ انچ قطر کا پاپ آرہا ہے یہ بلوچستان کیلئے ناکافی ہے۔ اس وقت آپ میں سے کسی نے نہیں سوچا کیا آپ لوگوں میں سے یہ جو اتنے وزراء اعلیٰ رہے ہیں کسی نے یہ سوچا کہ یہ جو 220KV کی لائن آرہی ہے یہ بلوچستان کے مستقبل کیلئے ناکافی ہے بڑی لائن لانی چاہیے۔ میرے خیال میں کسی نے نہیں سوچا تھا ہمیں قدرت کو نہیں دیکھنا چاہیے اپنے آپ کو دیکھنا چاہیے اور اسکے بعد ہمیں صحیح قدم اٹھا کر آگے جانا چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ کا point ہے۔ لیکن پہلے گیس اور بجلی کی اتنی ضرورت بھی نہیں تھی۔

آغا سید لیاقت علی: جناب! مستقبل کے لئے آپ کو سوچنا چاہیے تھا۔

جناب اسپیکر: بہت مسئلے ہیں آپ کی بجلی کی ڈیمانڈ بڑھ گئی ہے جب آپ نے وادیوں میں ٹیوب دیل لگائے

ہوئے ہیں۔ اُس وقت ٹیوب و میل نہیں تھے تو بجلی کی ڈیماڈ بھی نہیں تھی۔ جیسے جیسے ڈیماڈز بڑھتی گئیں اس رفتار سے نہیں اور آپکو 57% فیصد ابھی این ایف سی ایوارڈ سے وسائل ملے ہیں۔ پہلے تو میں خود وزیر اعلیٰ تھا ہر مہینے تنخواہ لینے کیلئے بھی ہمارے وسائل بند تھے میں پسیے لانے کیلئے اسلام آباد جانا پڑتا تھا وہ دن بھی ہم نے گزارے ہیں۔ اُس وقت اسٹیلیشنٹ ہاوی تھی پارلیمنٹری سسٹم اتنا ہاوی نہیں تھا جتنا ابھی ہوا ہے۔ عدیہ آپ کی P.C.O آرڈر کر دیتی تھی وہ ہاوی نہیں ہوئی تھی۔ بڑی تبدیلی آئی ہے مصطفیٰ ترین اور میں وہاں تھے اس وقت بھی ہم اکھٹے تھے۔ میں ڈپٹی چیئرمین سینٹ رہا ہوں اُس وقت حالات کچھ اور تھے بہت تیزی سے حالات تبدیل ہوئے۔ جی مصطفیٰ ترین صاحب۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین (وزیر بلدیات، رول ڈولپمنٹ، اربن پلانک ڈولپمنٹ)؛ جناب اسپیکر! جو میں کہنا چاہتا تھا وہ سارا آپ نے کہہ دیا۔ حقیقت ہے جناب! یہ اسمبلی جب سے ہم لوگ آئے ہیں یہی چیز رہے ہیں کہ بجلی نہیں ہے گیس نہیں ہے بجلی نہیں ہے امن و امان نہیں ہے۔ اور ساتھ ساتھ گیس کا مسئلہ۔ اس پر کتنی قراردادیں آئیں لیکن مرکز ہماری بات سننے تک تیار نہیں ہے۔ جناب والا! حقیقت میں ابھی سیزن آرہا ہے بجلی نہیں ہوگی تو میں آپکیقین سے کہتا ہوں کہ پھر عوام روڑوں پر نکل آئیں اور اسمبلی کے سامنے عوام کے مظاہرے ہوئے اور وہ حقیقت پر ہوئے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری گزر بزر زمینداری پر ہے اور وہ برباد ہو رہی ہے۔ آپ یقین کریں ابھی لوگوں نے اپنے باغوں کی کشاوریاں شروع کر دی ہیں بجلی کی وجہ سے ہر سال ہزاروں درخت کاٹ دیتے ہیں۔ اس سال اتنا ظلم ہوا کہ سردی کے دنوں میں ہمارے ہاں پینے کا پانی نہیں ہے زمینداری تو ویسے گئی ابھی ایک دو گھنٹے بجلی کی بجلی میں لوگ پینے کے پانی کے لئے چیز رہے ہیں۔ گیس کا یہی حشر رہا اس سیزن میں ہمارے صوبے کے ساتھ گیس اور بجلی کے حوالے سے جو ظلم ہوا ہے حقیقت میں کسی اور صوبے کے ساتھ اتنا نہیں ہوا ہے جیسے گیلو صاحب نے کہا کہ ابھی گندم کی کاشت کا سیزن ہے ہمارے غریب زمیندار گندم بو کے اپنے ایک سال کا گزارہ تو کر لیتے تھے وہ بھی گیا۔ کل آپ کہیں گے کہ بھی آپ چوری نہیں کریں آپ ڈاکے نہ ڈالیں روزگار ہی نہیں ہے ملازمتیں نہیں ہیں زمینداری ختم ہو گئی تو لوگ چوری نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔ آپ خود زمیندار ہیں جب بارش نہیں ہو گی تو زمیندار کا کیا انجام ہو گا آپ کے مال مویشی ختم ہو جائیں گے آپکی زمینداری ختم ہو جائیں گی تو پھر ہمیں کونسا کام کرنا ہو گا کراچی میں یہ لوگ نہیں چھوڑ رہے ہیں کراچی کا آپکا علم ہے ہمارے یہاں کے یہ ریب لوگ یہاں بربادی تو آئی ہے لیکن کراچی میں کوئی ریڑھی چلاتا تھا کوئی ہو ٹل چلاتا تھا کوئی بارواں کرتا تھا لیکن وہاں بھی کچھ نہیں ہے تو پھر لوگ رات کو روڑوں پر کھڑے ہوں گے کہ بھی اگر

ہمارے بچے بھوکے سوتے ہیں اور آپ گاڑیوں میں بیٹھے رہتے ہیں آپ اسمبلیوں میں ائمہ کندیشون میں بیٹھے رہتے ہیں۔ تو عوام آپ کو نہیں چھوڑ سکتے اور آپ یہ بھی یقین کریں کہ ہر مجرم بخوبی کو ان مظاہرین کے ساتھ روڑوں پر کھڑے ہو جائیں گے ہمارا اور کوئی راستہ نہیں ہو گا جب مرکز ہماری کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے آپ کا میدیا اس پر آ رہا ہے آپ کے اخبارات اس پر گواہ ہیں آپ کی حکومت کی قراردادیں وہاں ان پر کوئی سوچتا ہی نہیں لیکن یہ کب تک چلے گا۔ اوپر سے آپ کہہ رہے ہیں کہ اس صوبے میں بغاوت ہے بغاوت کا ہم مقابلہ کر رہے ہیں۔ بھلی گیس نہ ہونے کا ہم مقابلہ کر رہے ہیں مرکز میں ہماری جو نوکریاں ہیں اس کا ہم مقابلہ کر رہے ہیں لیکن ہم ابھی تھک گئے ہیں عوام تھک گئے ہیں مزید برداشت نہیں کریں گے۔ جناب والا! جیسے ہمارے ایک فاضل دوست نے کہا حقیقت میں بھلی اور گیس والے اتنے ظالم ہو گئے ہیں کہ وہ کسی کی نہیں سنتے ہمارے غریب لوگوں کو دس دس، گیارہ گیارہ ہزار روپے ایک مہینے کا بل بھیتے ہیں پھر وہ اپنے پچھلے پہمنٹ میں بل اور میٹر ریڈنگ لے جاتے ہیں بھائی آپ چیک کریں یہ دس ہزار روپے کس چیز کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارا کام نہیں بل اسلام آباد سے آتے ہیں۔ ایک تو یہ مسئلہ ہے کہ گیس بھی نہیں ہے بل دس ہزار روپے آتا ہے اور کمال کی بات جناب والا! پرسوں مجھے کسی نے بتایا کہ مرکز نے اعلان کیا ہے اب میٹر پندرہ یا سولہ ہزار میں لگتا ہے پہلے تین، چار ہزار یا پانچ ہزار میں لگتا تھا جناب اسپیکر! اگر تھوڑی ہماری طرف بھی توجہ دیں۔

جناب اسپیکر: بالکل میں سن رہا ہوں ڈاکٹر حامد صاحب نے بھی تقریر کے لیے request بھیجی تھی وہ نکل کر باہر چلے گئے۔

وزیر پلیسیات، رول ڈوپلپمنٹ، ار بن پلانگ وڈوپلپمنٹ: جناب اسپیکر! وہ انشاء اللہ آ جائیں گے سامان انکا پڑا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا سامان ان کا ادھری ہے۔

وزیر پلیسیات، رول ڈوپلپمنٹ، ار بن پلانگ وڈوپلپمنٹ: تو جناب والا! اب پندرہ سولہ ہزار میں لگاتے ہیں یہ بلوں میں ابھی آ رہا ہے آج ہمیں چاہیے تھا کہ ہم بل ساتھ لے آتے اب ذرا ہمیں بل چیک کرنا ہے کہ وہ کس چیز کا اتنا پیسہ لے رہے ہیں اور بھلی کے میٹر کے لئے جتنے پیسے ہمارے عوام سے وصول کرتے ہیں اس میں ان کو تارا اور پائپ دینا پڑتا ہے کوئی یہ ثبوت کرے کہ میٹر کیسا تھا انہوں نے کسی کو تاریا پائپ دیا ہے کچھ بھی نہیں وہ بازار میں بیچتے ہیں تو جناب! واپڈا اور گیس کا کوئی نظام ہی نہیں ہے آپ ماشاء اللہ جانتے ہیں واپڈا اور گیس کے سربراہان خالی جھوٹ بولتے ہیں ان میں بالکل سچ نہیں ہیں۔ ہم گیس والوں کے پاس گئے کہ بھائی آپ

آکر سروے کریں اور کمال کی بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! دو دو، تین تین سال سے لوگوں کے کنشوں کی منظوری ہو چکی ہے اور ابھی تک ان کے میڈنیں لگاتے دوسرا سنیں جوانا ٹھیکیداری سسٹم ہے پرسوں مجھے کسی نے بتایا کہ ایک ٹھیکیدار کروڑوں روپے لے کر دینی بھاگ گیا اور لوگ ادھر پھر رہے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ آپکا ٹھیکیدار نہیں ہے سروس والوں اور میٹر اسی نے لگوانے ہیں۔ بھائی یہ تو آپ کی ذمہ داری ہے دو سال سے لوگوں نے پیے جمع کیے ہیں بھائی ٹھیکیدار کو تم نے رکھا ہے تم اس کو کیوں نوٹ نہیں دیتے؟ تو ان مسئللوں کو صحیح معنوں میں حل کرنا چاہیے جیسے آپ نے فرمایا میرا خیال ابھی ہم لوگ اسمبلی میں بولتے بولتے تھک گئے اس پر اس طرح قدم اٹھانا ہو گا یا تو میرے خیال میں ہم لوگوں کو جیسے آج کل دھرنا دیا جاتا ہے تو ہم لوگوں کو بھی مجبوراً وہاں جانا پڑیگا۔ ایسا نہیں کہ ہم اس حکومت کے خلاف ہیں لیکن اس حکومت اور جمہوریت میں لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہونا چاہیے جو اپنے لیے مانگ رہے ہیں وہ دوسروں کے لیے بھی مانگیں اپنے لیے مراعات بنارہے ہیں تو دوسرے صوبے کے لیے بھی بنائیں۔ تو جناب والا! حقیقت میں مرکز کو ابھی ہوش سنجیدگی سے ہمارے مسائل پر توجہ دینی چاہیے اگر نہیں کریں گے یقیناً پھر عوام بھی روڑوں پر نکل آئیں گے اور اس کا جوابدہ ہم لوگ ہیں ہم لوگوں کو ابھی چاہیے چاہے حزب اختلاف ہو چاہے اقتدار میٹھ کر ان مسئللوں کا مستقل حل نکالنا پڑیگا۔ چاہے وہ زور سے ہو چاہے وہ ہر تال جسے جلوسوں سے ہو چاہے بات چیت سے ہو ہم مزید وہ برداشت نہیں کر سکتے جناب!

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر حامد اچکزی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے، کیوڈی اے): بڑی مہربانی جناب اسپیکر کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا جناب اسپیکر! آپ اور لیاقت آغا کے درمیان جو مکالمہ ہوا انہوں نے مجھے کچھ مسودہ دعطا کیا۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں لیاقت آغا نے آپ ہی کے کہنے پر یہ کہا تھا چلیں جی آگے بڑھیں۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے، کیوڈی اے: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ آپ نے اسے قدرت پڑاں دیا ہے لیاقت آغا نے اشارہ کیا لیکن اسکو explain نہیں کیا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جب سے یہاں علاقائی، نسلی، اور جھوٹی پارٹیاں، غدار اور فلانی پارٹیوں کے علاوہ کوئی یہ بات نہ کرتا نہ انکو کرنا آتا تھا۔ یہ اس کوشش، جدوجہد، قربانیاں شہداء، ان تمام مراحل سے ہوتے ہوئے ہم تمام سیاسی پارٹیاں ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اٹھا رہوں ایں ترمیم پر متفق ہوئے کہ یہاں

تو میں برابر ہیں یہاں قومی زبانیں ہوئی چاہئیں یہاں عدیلہ کو آزاد ہونا چاہیے۔ پہلے یہاں کوئی مائی کالال سوائے ان پارٹیوں کے نہیں بول سکتا تھا۔ یہاں ایکشن کمیشن کو آزاد ہونا چاہیے اور یہ سن کر آپ نہیں یہ جوان لوگ حیران رہ جائیں گے یہاں کوئی مائی کالال 1958ء تک تھا ہی نہیں کہ بالغ رائے دہی پر، پارلیمانی ڈیموکریسی ہو، صوبائی اسمبلی ہو، قومی اسمبلی ہو، سینٹ ہو، بس تلے پر چلا رہے تھے۔ ڈنڈا ماری سمجھیں جو بھی سمجھیں جب انکے اختیار سے یہ بات تکلیفی پھر فوجی حضرات داخل ہوئے نظریہ ضرورت اور نظریہ غیر ضرورت یعنی جو انسان قربانیاں دے سکتا تھا جو انسانی تصور میں ہیں۔ ہم نے اٹھارویں ترمیم کے مرحلے تک پہنچانے تک جو بھی قربانی انسانی تاریخ میں انسان دے سکتا تھا ہمارے اکابرین نے دی یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ کہتے ہیں کہ دریا آیدا مصداق ادھر صحیح آتا ہے۔ آج ہم تمام پارٹیاں اس نکتے پر متفق ہیں ہم ڈنڈنگر دی کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے اسلام آباد گئے ہیں۔ ڈنڈنگر دی، ہماری فوج، آئی ایس آئی، پنجاب کے کرتے دھرتے آپ لوگ ناراض نہ ہوں ہماری مسلم لیگ اور مذہبی جماعتیں تمام ڈنڈنگروں کے ساتھ، اُنکے ہاں میں ہاں ملایا کرتی تھیں۔ کبھی انہوں نے نہیں کہا کہ گیس دو بلکل دو یا جمہوریت دو یا عدیلہ دو یا ایکشن کمیشن دو۔ یہ اچھی بات ہے کہ ہم اس بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ پہلے ہم کوئی ہڑتال کرتے تھے باقی سب اختلاف کرتے تھے۔ جب یہ لوگ کرتے تھے پھر ہم شامل نہیں ہوتے تھے۔ آپ کی بات صحیح ہے ابھی ہمیں یہی روشن اختیار کرنی ہو گی کہ یہ ہمارے مشترکہ مفادات جو ہیں نظریہ پیش کرایک کا اپنا ہو لیکن صوبے کے پشتون، بلوج عوام کے مشترکہ نفع اور نقصان کی جوبات ہو گی اُس پر ہمیں متفق ہونا چاہیے ابھی بھی جناب اسپیکر! لوگوں کا یہ حال ہے کہ پشتون، بلوج کی کوئی قدر نہیں ہے ہمیں ایک دوسرے کی قدر کرنی چاہیے۔ پچھلے دونوں ہمارے وفاتی وزیر جام صاحب آئے تھے پتا چلا تو ساتھی آئے کہ چلوان سے ملتے ہیں بات کرتے تھے ہیں انکے ساتھ ایم ڈی کوئی تین چار بندے آئے تھے۔ جب فون کیا ہمارا اپنا جی ایم نام نہیں جانتا بھیت ایک اسمبلی ممبر ایک منظر کے، وہ حضرت کہنے لگے کہ وہ میٹنگ میں ہیں۔ بھائی میٹنگ میں ہیں تو اسکو بولو کہ فلا ناں بات کرنا چاہتا ہے جب وہ فارغ ہونے لگے پھر مجھ سے بات کریں۔ جام صاحب شریف آدمی ہیں مجھے مجبوراً اسلام آباد ان کے پی ایس کو فون کرنا پڑا۔ وہاں سے اس نے جام صاحب کو بتایا تو جام صاحب نے فون کر کے مجھ سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ بھائی ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں لوگ آئے ہیں گیس کے حوالے سے بات کریں گے۔ ہاں ہمارے جی ایم بتا رہے تھے کہ وہ notable persons سے ملنے سریناہوں جاری ہے ہیں۔ تو notables میں ہمارے لئے جگہ ہو گی۔ تو جام صاحب نے کہا کہ بھائی میں ادھر جا رہا ہوں آپ میرے پاس اُدھر آئیں کھانا میرے

ساتھ کھائیں بات بھی کریں گے۔ You are most welcome سوئی سدرن کے ایم ڈی مجھے تو انکا نام بھول گیا لیاقت آغا کو شاید پتا ہوگا۔ تو حضرت کہنے لگے بھائی! جو 60-65 سال سے آپکو کسی نہیں دیا ہم نے 50 سے بڑھا کر 70 کر دیا گیس کا کوئی فارمولہ تھا تو اس نے کہا کہ بھائی آپ لوگوں کو اور بھی دیں گے۔ ہم نے کہا بھائی یہ تو 65 سال سے سن رہے ہیں ابھی تو اٹھا رہوں ترمیم ہو گئی ہے آپ نے وہی رٹ لگائی ہے کہ آپ کو دیں گے۔ کسی بھی گورنمنٹ نے یہ نہیں کہا کہ بھی ہم نہیں دیں گے بس بچپنی گورنمنٹ نہیں دیا ہم دیں گے۔ ہم نے کہا بھائی آپ واقعی اگر اس صوبے کو وہی حیثیت دیتے جو باقی صوبوں کی ہے۔ مائن پندرہ میں، کوئی، کان مہترزی، قلات، توبہ اچھزی اور زیارت کی۔ تو یہ ہمیں آپکو بولنا چاہیے کہ تمپر پیچرا تناک ہے گیس بڑھا کیا caliber کو پتا ہونا چاہیے کہ اس صوبے میں یہ حالت آنے والی ہے۔ ہم کیوں بھکاریوں کی طرح تمہارے کان میں یہ بتیں ڈال دیں کہ ہاں اس وقت یہ ضرورت ہے۔ ابھی تم اسلام آباد جاؤ گے اور اگلے سال کے لیے بندوبست کرو گے؟ تو اس نے کہا نہیں میں 9 تاریخ کو آؤں گا۔ پتا نہیں پھر 9 تاریخ کب آئے گی انکارو یہ وہی ہے۔ پھر جام صاحب سے ہم نے بات کی تو جام صاحب He was very kind enough. انہوں نے بتایا کہ چمن کے لیے ہمارے یہ ارادے ہیں۔ پشین کے لیے یہ ارادے ہیں فلاں جگہ کے لیے یہ ارادے ہیں۔ تو یہ آپ کے توسط سے جناب اپیکر! آپ نے بڑا اچھا initiative لیا۔ آپ کے توسط سے اس ایوان کے توسط سے، ہم چلو درخواست ہی کر لیتے ہیں کہ ہمیں اپنی ہی گیس میں اُتنا ہی حصہ دو جو یہ لوگ اپنے گھروں میں، سندھ، پنجاب اور پختونخوا میں دیتے ہیں۔ میں نے نیشنل اسمبلی میں سوال کیا کہ اپیکر صاحب! بشمول آپ کے کہ پنجاب کے وہ کون سے دو قبی ہیں جن کو گیس نہیں ملی ہے۔ اور پشتو، بلوج صوبے میں، کوئی، پشین اور مستونگ کے علاوہ وہ کونسا قبی ہے جس کو گیس ملی ہے۔ تو وہ parameter ابھی بھی ہے۔ پھر زداری صاحب نے سلنڈر رز، ایمان سے ان میں آدھے خالی تھے اور زیارت میں چولھے تقسیم کر کے ہم پر احسان کر رہے تھے۔ بجٹ تقریر تھی یا Presidential address تھی۔ تو میں نے وہاں اسمبلی میں بولا کہ بابا ہمارا مذاق مت اڑا، ہم بھکاری نہیں ہیں اٹھاؤ اپنے سلنڈر رز اور چولھے ہمیں اپنی گیس دو۔ کیا تو اسوقت کے وفاقی وزیر تیل مروت صاحب by-pass کر کے زیارت کو گیس دی ورنہ ہمیں کبھی بھی نہیں ملتی۔ جو فارمولہ اس وقت کے کرتے دھرتوں نے بنایا تھا کہ آبادی اتنی ہو distance اتنا ہوا اور فلاں ان یوں ہو تو یہ بتیں جناب اپیکر! آپ کے توسط سے، میش تمام پارٹیوں کو اگر احتجاج کرنا پڑے کہ ہری جانا پڑے

دھرنا دینا پڑے، اس شہر میں ہڑتاں کرنے اگرچہ ہمارے عوام میں قدم جام پہیہ جام کی سکت نہیں رہی مخفی ہر بہانے کوئی اور باقی شہروں کو بند کرتے ہیں اُن بیچاروں کا روزگار نہیں ہے تو ایسے consensus پر ہم تمام پارٹیاں پہنچ جائیں کہ گیس اور بجلی کے لیے کریں۔ جناب اسپیکر! ابھی تוחالت یہ ہے کہ ہر آدمی سیاسی لوگوں کا مذاق اڑاتا ہے کہ جی فلاناں وزیر بن گیا فلاناں فقیر بن گیا بس ہمیں بھول گئے۔ یہ ہم آپکے توسط سے پشتوخواہ ملی عوامی پارٹی اور اسکے allies اس ارادے سے آئے ہیں کہ ہم نے کرپشن اور دہشتگردی کا خاتمه کرنا ہے۔ گیس بجلی روٹی اور ہر چیز جو عوام کا حق ہے ہم اپنی maximum بساط کے ساتھ ان کیلئے کوشش کریں گے۔ جناب اسپیکر! اسیں تو کوئی شک نہیں کہ گیس ہمیں چاہیے۔ تو یہ بات آپ جس فورم پر بھی کریں کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہونی چاہیے کہ ہم جا کے بھکاریوں کی طرح ان کو بولیں کہ جی ٹپر پچرا تا ہے۔ پہلے اگر کسی کو پتا نہیں ہوتا تھا ابھی تو اس عوامی حکومت میں، پیشناہ اسمبلی میں سینٹ میں ہمارے نمائندے ہیں گورنمنٹ کے ہمارے نمائندے ہیں جس کا جو بھی بس چلے اس ایوان کے ذریعے ہماری گیس اور بجلی کی ضرورت پوری ہونی چاہیے بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی بی بی۔

محترمہ نمایمہ خان: شکریہ جناب اسپیکر۔ اچھا sir یہ بات ہوئی گیس اور بجلی کے حوالے سے واقعی یہ میرے خیال میں جب سے سیشن شروع ہوا ہے ہر اجلاس میں اس مسئلے پر کوئی نہ کوئی بات ہوتی رہی ہے۔ میں ارکین اسمبلی کی باتوں سے متفق ہوں۔ مسئلہ سنگین ہے 1950ء میں جب گیس کی ٹرانسیشن لائن سوئی سے نکالی جا رہی تھی آیا اس وقت دباوڈا لگا تھا کہ پہلا حق سوئی کے لوگوں کا ہے انکو بس دی جائے کیا بلوچستان میں یہ آواز اٹھائی گئی تھی؟ کیا اس وقت اتنا شور کیا گیا تھا جیسے کہ آج کرک سے گیس نکالی گئی تو سب سے پہلے وہاں کے لوگوں کو گیس دی گئی اور انکے بل بھی نہیں آتے یہ بھی انکو facilities دی گئی ہیں۔ تو کیا سوئی کے عوام کو یہ facilities دینا انکا حق نہیں تھا یہ غلطیاں ہم سے ہوئی ہیں یہ ہم مانتے ہیں لیکن جو ہو گیا وہ ہو گیا اور اب یہ رونا کہ فیڈرل ہمیں کچھ نہیں دے رہا ہے اور ہم بہت پچھے ہیں۔ میرے خیال میں ہم State کا حصہ ہیں اور ہمیں اس حقیقت کو مانتا چاہیے اس طرح کے مسئلے گلے شکوؤں سے حل نہیں ہوتے۔ میرے خیال میں ہم یہاں policy makers ہیں ہمیں policies بناں چاہیں ہمیں اس طرف جانا چاہیے کہ اب ہمیں ان مسائل کا حل کیسے نکالنا ہے۔ کیا ہمیں بایو گیس کی طرف جانے کی ضرورت نہیں؟ کیا ہمیں اُن پرو جیکش کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو infrastructures کی integrity ہے کیا وہ بھی

سارے resources کی وجہ سے ہم فیدرل کے سر پر ڈال دیں کیا یہاں کرپشن ختم کرنا یہ بھی فیدرل کا کام ہے کیا یہ رونا بھی ہم انکے سر پر روئیں گے؟ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے ہمیں اپنے mechanism کو بھی جو کہ ہمیں صوبائی خود مختاری دی گئی ہے اُس طرف بھی میرا خیال ہے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی ضرورت ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ میں بڑے افسوس سے یہ بات بھی کہونگی کہ جو لائنیں اڑائی جاتی ہیں جو دھماکے کیئے جاتے ہیں ہماری assets کا جو loss ہمیں ہو رہا ہے کیا یہ بھی ہم فیدرل کے سر پر ڈال دیں ادھر بھی ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہماری تو سب سے پہلی یہ ڈیماؤنڈ ہونی چاہیئے کہ سوئی سدرن کے ہیڈ آفس کو کوئی شفت کیا جائے کیونکہ یہاں سے زیادہ سپلائی ہو رہی ہے اسکے بعد ہم کچھ نہ کچھ حد تک خود مختار ہو جائیں گے۔ یہ ما یوسیاں میرے خیال میں ہمیں ختم کرنی چاہیئں ہمیں اب action کی طرف جانا چاہیئے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن و اطلاعات): جناب اسپیکر! ہم تو حیران ہیں جن کاموں کیلئے جس آزادی کیلئے ہم نے ہماری اکابرین نے اپنی زندگیاں گنوائیں بڑی مشکل سے آج ہم اُس مقام پر کھڑے ہیں کہ پرلس کی آزادی میڈیا کی آزادی لیکن اب محسوس یہ ہو رہا ہے کہ نہ پرلس عوام کا پرلس ہے نہ میڈیا عوام کا میڈیا ہے اور ہم نے جو قربانیاں دی ہیں اور دیتے رہیں گے جب تک چیزوں کو stream-line پر نہیں لا سکیں گے جناب اسپیکر! ہمیں یہاں سے شروع کروں گا ہم ایک ملک میں رہ رہے ہیں اور آئین پاکستان کے تحت یہ ایک فیدریشن ہے اور فیدریشن کے ہوتے ہوئے کچھ باقیں آپ نے رکھیں، فیدریشن کی جو اکائیاں ہیں اُنکے ساتھ فیدریشن کی تاریخ میں زیادتیاں ہوتی چلی آئی ہیں اس فیدریشن کو حقیقی فیدریشن بنانا ہم جیسے جمہوری لوگوں کا فریضہ تھا اور ہم اُنکے لیے چیختے رہے ہمارے اکابرین اُنکے لیے چیختے رہے اب جس مقام پر ہم کھڑے ہیں جناب اسپیکر! نظر اندازی سے جو چیزیں جنم لیتی ہیں اور جو محرومیاں اور زیادتیاں ہیں آج کی جو چیزیں ہماری سامنے ہیں کسی نہ کسی حوالے سے آج ہم پھر اس مقام پر کھڑے ہیں کہ ایک طرف آمرانہ سوچ رکھنے والے اور دوسری طرف جمہوری سوچ رکھنے والے ان کے درمیان آج بھی کھینچا تھانی جاری ہے جو کہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد بڑی مشکل سے اس ملک اس فیدریشن کی اکائیوں کو تھوڑی بہت تسلی تھوڑا بہت اطمینان حاصل ہوا تھا۔ لیکن ایسا لگ رہا ہے کہ اٹھارویں ترمیم اور آئین پاکستان اسکو درمیان سے نکال کے من مانی سے اس ملک کو چلا گئے گے میرے خیال میں آج کی دنیا میں

اور اسکے بعد ایسی غلطی کرنے والے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پھر بھگتیں گے۔ تو جناب اپیکر! بھلی اور گیس کے خواہ سے جو مسئلے ہمیں درپیش ہیں اور اسکے علاوہ جناب اپیکر! 2010ء میں این ایف سی الیوارڈ ہوا میں اور آپ اسمبلی میں تھے ہماری اس اسمبلی کے دوست گئے اور ایک فوجی آمر کو این ایف سی طے کرنے کا اختیار دے دیا۔ 2010ء کے این ایف سی میں آپ کون تھا؟ اور اس سے آپ کے کام اتنے پگڑے گئے پہلے وہ اس صوبے میں پگڑے ہوئے کاموں کو کتنا ٹھیک کر سکتے ہیں کہاں کہاں پہنچ سکتے ہیں تین سال بھی نہیں ہوئے جیسے پکار شروع ہے کہ صوبے کو تو پیسے دے دیئے گئے لوگوں نے لوت لیئے۔ اب جنہوں نے لوت دے وہ بھی اس تسلسل کا حصہ تھے اور جن کی جیبوں میں گئے انکو بھی اُن توتوں کی support حاصل تھی اور آج ہم اس مقام پر کھڑے ہیں، جناب اپیکر!

جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ ہمارے جن شہروں کو گیس دی گئی ہے کیس کی پورے ملک میں ہے یہ مان لیتے ہیں لیکن گیس کے پریشر کی کمی ہے آپ کی گیس لانے کی جو capacity ہے وہ 150 مکعب فٹ ٹیکنیکی جو بھی نام اُسکو آپ دیتے ہیں لیکن آپ کی ضرورت 180 مکعب فٹ کی ہے تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں یہ گیس دی جا رہی تھی کیا وہ انجینئرنگیں جانتا تھا کیا سوئی سدرن سوئی ہوئی تھی؟ کیا یہ سوئی سدرن والے خدا کے گھر سے آئے ہوئے لوگ ہیں جن کو کچھ نہیں کہیں گے؟ کیا آئین پاکستان کے تحت، ادھر ادھر کی باتیں نہیں straight-forward با تین کریں گے۔ سوئی سدرن کی جتنی بھی جائیدادیں پاکستان میں ہیں یہ ہماری جائیداد ہیں اُن میں ہمارا share ہے جہاں دفتر بنائے ہیں جہاں زمینیں لی ہیں جو کچھ بھی انہوں نے کیا ہے لیکن اسکو نظر انداز کیا گیا تھا اور جو لوگ یہ باتیں کرتے تھے اُنکو غدار کہا جاتا تھا۔ وہ سیاسی اکابرین غدار تھے عبدالصمد خان غدار تھے، بنجوا صاحب غدار تھے اُنکے ساتھ جو team تھی وہ غداروں کی team تھی۔ اور یہ pure پاکستانیوں کی team تھی۔ اور pure پاکستانیوں نے ہمیں جس انجام سے دوچار کیا ہے وہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔ جناب اپیکر! نہ کوئی غدار ہے نہ کوئی غدار تھا، ہم اس سرزی میں کے رہنے والے ہیں حقوق کی باتیں فیڈریشن کے اندر لوگ کرتے ہیں۔ اور فیڈریشن ایسے نہیں چلتی ہر وقت فیڈریشن کی اکائیوں کے درمیان کھینچاتا ہے لیکن اسکو جہوڑی طریقے سے حل کرتے ہیں۔ آج جو insurgency چل رہی ہے وہ بھی آپ کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔

بھلی کے جو infrastructure یہاں نہیں ہیں وہ آپ کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور پھر آگے پچھے سے کہنا شروع ہو جاتا ہے کہ آپ کو سب کچھ دیا ہوا ہے آپ نااہل ہیں نہیں چلا سکتے نہیں کر سکتے۔ تو جناب اپیکر! آج کے دور میں smooth حکمرانی اور اسکے راستوں میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں کہ یہ کسی کام کی نہیں ہیں۔

یہ فائدے کی رکاوٹیں نہیں ہیں جناب اسپیکر! میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ جو لوگ ان کاوشوں میں مصروف ہیں وہ انکو چھوڑ دیں یہ کسی کے پلے نہیں پڑیں گے۔ آپکا ملک آپکا صوبہ global دنیا کے تناظر میں جب آپ دیکھیں گے ہم ایک ایسے مقام پر کھڑے ہیں ہماری صورتحال ایسی ہو گئی ہے کہ adjust کر سکیں گے یا نہیں۔ تو adjust کرنے کیلئے ہر آدمی کو ثابت سونا اپنا ہو گی ہر آدمی ثابت راستے پر چلے گا ہم کسی کے نوکر نہیں ہیں۔ میں یہاں جو کھڑا ہوں مالک کی حیثیت سے باتیں کر رہا ہوں۔ جب شروع میں یہ گورنمنٹ بنی ڈاکٹر صاحب وزیر اعلیٰ بنے اُسکے ساتھ ایک دو آدمی نواب شاء اللہ صاحب، نواب محمد خان شاہ ہوانی صاحب وزیر کی حیثیت سے ہم اسلام آباد گئے ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا اس میٹنگ میں وزیر عظم صاحب بیٹھے تھے کہ دسمبر تک آپکو دونوں لائیں ڈیرہ غازی خان لوار الائی اور داد خضدار مکمل کر کے دیں گے۔ بعد میں ہم پوچھتے رہے لوار الائی والی لائن کے لیے گرد ڈائشین ڈیرہ غازی خان میں بننے گا جہاں سے آپکو main supply ہو گی وہ جوں تک نہیں بن سکتا کیا ہمارے لوگ ہمبوں کو دیکھ کے خوش ہونگے؟ بھلی کہاں سے دیں گے؟ پھر دوسرا مرتبہ جب انکو گریبان سے پکڑا تو انہوں نے کہا کہ اپریل تک مکمل کر کے دے دیں گے جب اپریل کے بعد ان سے پوچھا گیا کہ بھتی جو آپ بھلی دے رہے ہیں اس صوبے میں capacity نہیں ہے اس کے لئے infrastructure نہیں ہے آگے کیسے بھلی دیں گے؟ تو کہا کہ یہ توابھی ہم بنا رہے ہیں۔ پھر ایک میٹنگ میں زبردستی چیزیں لے آئیں infrastructure کیلئے آٹھارب کی اسکیم منظور کروائی۔ میں آج آرہا تھا ڈاکٹر صاحب کی کل ملاقات ہے میں نے اُن سے کہا کہ خدا کیلئے اُن سے کہہ دو کہ اُس infrastructure پر تو کام شروع کر دو۔ آپکی total capacity چھ سو میگاوات ہے تو جب کہیں سے بھلی آبھی جائیگی تھوڑی بہت حالت بہتر ہو گی میں یہ مان لیتا ہوں لیکن infrastructure جب نہیں ہے یہ کب مکمل کریں گے؟ 2016ء تک بھگتو۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نظر اندازی اور پھر اس قسم کی نظر اندازی اور پھر ہمارے لوگ ہم ایک صوبے کے رہنے والے ہیں۔ جو ہمارے issues ہیں ان پر کوئی نہیں بولتا انکو کوئی اُجاگر نہیں کرتا اس ایوان کو ہمارا پریس ایمیٹ نہیں دیتا ملک کے پریس میں یہ چیزیں نہیں آتیں۔ یہ تو واقعی بھلکی کی صورتحال ہے ایران سے بھلکی چشمہ کی جوڑا سمیشان لائن ہے اُس پر روڑے اٹکنا جناب! آج کی دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جو ناممکنات میں سے ہو لیکن نہ کرنے انکار کی صورت میں مالک کی حیثیت اور دوسروں کو غلام سمجھ کے جو بھی کہیں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیں کہا گیا جنہوں نے کہنا تھا جنہوں نے سُننا تھا انہوں نے سنًا۔ لیکن حالت یہ ہے ہم اُس مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! بارش ہوئی یا نہیں ہوئی کوئی کوئی چمن شاہراہ جو بین الاقوامی شاہراہ ہے ساری دنیا کے ساتھ اسی شاہراہ کے ذریعے

آپ مل رہے ہیں وہ بند ہے کوئی سننے والا نہیں ہے این اتھاے، واپڈا، گیس، ریلوے، یہ سارے کے سارے ہر ایک اپنی جگہ پر، فیڈرل کی جو ایجنسیاں ہیں وہ اپنی جگہ پر کسی کی بھی نہیں سننے تو جناب اپیکر! اگر ماضی میں کوئی کوتاہی کوئی غلطی ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ جو لوگ چیخ رہے تھے اگلے والوں کا خیال یہ تھا کہ انکی مخالفت کرو تھوڑی بہت پذیرائی مل جائیگی ایوان تک پہنچا دیں گے فلاں کریں گے۔ وہ صورتحال چلی گئی آج practically ہمیں مسائل کا سامنا ہے اُس میں ماضی کی غلطیوں کو بھی ڈالا جاسکتا ہے لیکن اس وقت جس صورتحال کا ہمیں سامنا ہے اس کو درست کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اُس انجینئر سے اس طریقے سے نہیں جناب اپیکر! آپ رونگ دیں گے اُس انجینئر سے پوچھیں گے کہ جب آپ کوئی کوئی دے رہے تھے اور آپ کو حکم ملا کہ آپ مستوگ کو دیں گے آپ کو حکم ملا کہ قلات اور زیارت کو دیں گے پیش کے فلاں علاقوں کو دیں گے آپ کی رپورٹ کیا تھی آپ کے پاس capacity کیا تھی اور آپ نے متداول کے طور پر کیا تجویز دی تھی اور کون تھا جو اسکو نہیں مان رہا تھا انکار کر رہا تھا بتیں تو اب اس نجح پر آگئی ہیں۔ فیڈریشن اس طریقے سے نہیں چل سکتی یہ تمام چیزیں feasibilities ہم سب جانتے ہیں ہر چیز کی feasibility study ہوتی ہے یہ technically practical ہو گوں سے پوچھا جاتا ہے جب آپ آدی تھے میں نہیں ہوں میں نے فلاں حکم جاری کیا ہے آپ اُسکو technically ڈیکھیں گے کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ بھلی نہیں ہے گیس نہیں ہے آگے سے ترسیل نہیں ہو رہی ہے تو لہذا یہ چیزیں اس طریقے سے نہیں ہو سکتیں لیکن جناب اپیکر! یہ تو سب کچھ ہوا۔ تمام صوبے اور پورا ملک اس وقت crisis میں ہے ایک گھنٹے کی بھلی اب زیریں علاقوں میں جو پمپ کر کے گندم کو پانی دیتے ہیں اُنکا کام تو ہو گیا ہے بھلی تو نہیں ہے تو انکی گندم کی فصلیں تو ختم ہو گئیں۔ جناب اپیکر! میں اس ایوان سے request کرتا ہوں کہ آئیں ان چیزوں پر سنجیدگی سے سوچیں۔ ہم جن وسائل کے مالک ہیں اس ملک میں ہمارے shares ہیں ہم برابر ہیں۔ پیشون، بلون، سندھی، سرا یمنی اور پنجابی کی مشترک فیڈریشن ہے اور مشترک فیڈریشن کی حیثیت سے انکی اکائیوں کو وہ حیثیت آپ دیں گے کسی کا یہ خیال ہے کہ ہم اکائیوں کو آپ میں اڑا کے اپناراستہ نکال لیں گے یہ ناممکن ہے۔ ہم اس سر زمین کے رہنے والے ہیں ہم مالک کی حیثیت سے بیٹھے ہیں کسی سے بھیک مانگی ہے نہ کسی سے ایک فٹ کیلئے request کی ہے ہم سب کے rights ہیں پاکستان نہیں بنا تھا ہم یہاں تھے۔ پاکستان بنانے کیلئے ہمیں کم از کم اپنی سر زمین کے مالک سمجھ کے، تو یہ چل سکتا ہے یہ most welcome ہے اگر آپ دوسرا سلوک کریں گے کہ فلاں مالک ہیں اور فلاں غلام ہیں یہ غلاموں اور مالکوں والا رشتہ جا سکتا اور

دنیا میں کہیں چلا ہے نہ پائیا رہا ہے۔ اور اگر مزید تجربہ کرتے ہیں well and good ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ہمارے اکابرین نے جو کچھ کیا ہے یہ جواہل غراء آپکے سامنے بیٹھے ہیں جو پارٹیاں یہاں اس وقت ایوان میں موجود ہیں سب کا منشاء ایک ہی ہے کہ وہ آزاد ہیں اور اس ملک کے ایک آزاد شہری کی حیثیت سے اُنکے جو rights ہیں قوموں کی حیثیت سے جو اُنکے rights ہیں ان تمام کا تحفظ ہمیں چاہیئے۔ تو جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد ہم لے آئے ہیں اُس میں جو ہماری ضرورتیں ہیں اُس میں ایک دو جزو بنا کے اُسکی recommendations کرنی ہوگی۔ اور اسکے بیچھے ہم جائیں گے واقعتاً وہ لوگ سننے والے نہیں ہیں وہ نہیں جاتے وہ ہماری باقتوں کو اہمیت نہیں دیتے۔ جب تک ہم اپنے گھر میں اپنی چیزوں کو اہمیت نہیں دیں گے میری پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا یہاں کے لاکل میڈیا سے request ہو گی کہ وہ کم از کم ٹیلی ویژن اور اخباروں کے ذریعے ہماری یہ چیزیں جو ہم اس وقت منفی 13 میں ہم face کر رہے ہیں۔ منفی 13 میں یہاں روٹی پکانے کیلئے گیس نہیں ہے خدا کیلئے اسکو اس ایوان کے توسط سے اُجاگر کرو اس ایوان کو نینچا نہیں دکھاؤ۔ جو ہدایت آپکو دے رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اُسکے بارے میں فیصلہ آپ کا ہے سپریم کورٹ نے واضح طور پر، اُس دن بھی میں نے کہا تھا کہ ماضی کے فلاں فلاں اقدامات دون یونٹ سے لیکر قوموں کی فیڈریشن نہیں بنانے اور جمہوری کی حکمرانی سے انکار، ایک مارشل لاءِ دوسرا مارشل لاءِ اور پوتھا مارشل لاءِ سب کو غلط قرار دیا گیا۔

from the Supreme Court ہمارا تو سپریم کورٹ تھا اب جب غلط تھے تو غلط ہیں۔ اب مزید غلطیاں کریں گے ان غلطیوں کی سزا میں ہم بھگت چکے ہیں آدھا ملک چلا گیا ہے جو رہتا ہے اس وقت اس ملک کو اسکو infect کیلئے تبدیلیاں لانی ہو گئی۔ جناب اسپیکر! اٹھارویں ترمیم آخری ترمیم نہیں ہے۔

We are not satisfied from the 18th amendment. لیکن پہلے سے حالت بہتر ہو گئی ہے۔ جانتے ہیں صحیح ہیں اسکو ہم welcome کہتے ہیں اور مزید کرنا ہو گا۔ آپ سوالی کی حیثیت سے کسی کو پہاڑ سے نیچے لا سکتے ہیں نہ کسی میدانی سے اٹھا سکتے ہیں کہ فلاں فلاں کام نہیں کرو آپ کی گارنٹی یہ Book ہے اس میں اگر آپ گارنٹی کریں گے اور اسکو چلانے والے اگر اسکی گارنٹی دیں گے تو آپ کرسکیں گے ورنہ وقت گزر جایگا پچھتنا پڑیگا لیکن ہاتھ کچھ نہیں آیا گا لیکن اس پر عمل نہیں کر رہے ہیں آج بھی عمل نہیں کر رہے ہیں ہر ایک نے اپنے لیے قانون بنایا ہے۔ جناب اسپیکر! حالت یہاں تک بگڑ گئی ہے ایک سیکڑی بیٹھ کے پورے صوبے کے اس آئین کو ایک سائیڈ پر کھکھ کے صوبے کے محکمے کیلئے rules بنا تا ہے، نہیں کرو بابا اس آئین کی purview جو کچھ ہے اُسکے ساتھ چلتے ہوئے آپ بنائیں گے۔ لیکن آج تک

کسی ایسے آدمی سے آپ نے نہیں پوچھا ہے کہ یا! آپ یہ کام کیسے کر چکے ہیں why rules رولوں کچھ کہتے ہیں آئین کچھ کہتا ہے آئین کی بنیادی شقتوں کے خلاف آپ rules بنا کیں گے تو اس طریقے سے جناب اپیکر! اگر کوئی کہتا ہے کہ چل سکتا ہے یہ چلانے والی باتیں نہیں ہیں۔ اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کو ٹھیک کریں اور صحیح راستے پر لے آئیں۔ تو جناب اپیکر! یہاں کچھ دوستوں نے یہ بات کی کہ اس کا ہیڈ آفس کوئی میں ہونا چاہیے۔ سوئی سدرن گیس اس صوبے کی ہے جب سے یہ شروع ہوئی ہے اُس دن سے ہونا چاہیے تھا۔ جب انہوں نے نہیں کیا کہتے ہیں کہ کیا شکایات ہیں شکایتیں تو ہم ذہرا سکتے ہیں کہ کیا ہیں۔ تربیلہ ڈیم بنا گیا اُس سے بھل کی پیداوار جب شروع ہوئی سارے تین سویں دُور کوٹ لکھ پت پنجاب میں اُسکو control کیا گیا اور پاور ہاؤس لاہور میں بنایا گیا۔ اب آپ اگلے کو مطمئن کریں پھر وہاں سے دوبارہ پشاور کو بھلی دی گئی۔ تو یہ کام ایسا کیوں ہوا ان بالتوں کا خالق کون تھا جو کر رہا تھا؟ آج کی جو مندوش صورتحال سے آپ دوچار ہیں، ہر چیز میں ہر آدمی آپکو شک کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ یہ ماضی کے قصے ہیں اور اسی طریقے سے یہاں سے گیس نکلی پورے پاکستان میں جگی جگی میں پچھی۔ جمالی صاحب بیٹھ رہے فلاں صاحب بیٹھ رہے وہ پاکستان کے غدار ہیں تو مالکوں کے ساتھ یہ سلوک کہیں بھی ٹھیک نہیں ہے اور جنہوں نے کیا ہے اور جس طریقے سے کیا ہے اب تو ایک ایک فائل کو کھینچانا ہو گا دیکھنا ہو گا کہ کون تھے ان فائلوں پر دستخط کرنے والے جنہوں نے ملک کے بارے میں لوگوں کے بارے میں غلط فیصلے دیئے عدالت کے پاس جانا ہو گا عدالت نے منیر کے کیس میں جو پہلا فیصلہ دیا اُس پر جانا ہو گا اب اُسکے خلاف پیشیاں کرنی ہو گی وہ مر گیا ہے اُسکو پھانسی دینی ہو گی۔ اس طریقے سے یہ نہیں ہو سکتا تو جناب اپیکر! ہم اس مشکل میں ہیں ہمارا صوبہ اس مشکل میں ہے۔ مہینہ ڈیڑھ رہ گیا ہے اس کے بعد بھلی کی ضرورت ہو گی تو یہ جو صورتحال ہے اس میں جناب اپیکر! آپکی میری پورے اس ایوان کی یہ ذمہ واری ہے اپوزیشن دوستوں سے بھی میری request ہے ٹریزیری پیغماں لے بیٹھے ہیں آپ ہیں ہم سب مل کے اپنے ان مسائل کا مداوا کیسے کرو سکتے ہیں؟ اٹھارویں ترمیم ہو گئی ہے این ایف سی ایوارڈ طے ہو گیا ہے لیکن اسکے باوجود آپکے صوبے کی ٹوٹ آمدی بجٹ لاہور میونسپل سے کم ہے آپ کیا کریں گے۔ آج آپ دوندیوں پر پہلی نہیں بنا سکیں گے یہی تو ہماری حالت ہو گئی ہے اب ہمارے ساتھ لوگ حساب کر رہے ہیں کہ آپکو تو دے رہا ہے یہ ہوا ہے وہ ہوا ہے جنہوں نے کیا ہے یہ اپنی جگہ پر لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ چیزوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہم اپنے طور پر ٹھیک کرنے جا رہے ہیں لیکن اُس میں فیڈرل ہماری مدد کریگا، فیڈرل کا یہ رویہ بالکل درست نہیں ہے، بھلی کے حوالے سے درست نہیں ہے۔ اور ہم تو اس سے پہلے نہیں تھے اب جب بریفنگ لے

رہے ہیں جب بھلی آپکو دے رہے ہیں تو infrastructure نہیں ہے۔ آپکو ٹھیک طریقے سے بھلی دے سکتے اور زمینداروں پر جو گزری وہ جیخ رہے تھے چلا رہے تھے کہ آج سر سیبل فیل ہو گیا آج سر سیبل جل گیا، یہ تمام چیزیں اس طریقے سے تھیں کہ آگے سے جو بھلی انرجی کے ذرائع تھے وہ اصل میں ہمارے پاس تھے ہی نہیں۔ اب جا گے ہیں اب سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہاں جائیں گے request کریں گے اور میڈیا کے دوستوں سے گزارش ہے کہ یہ صوبہ ایسا نہیں کہ صرف ایوان میں بیٹھے ان پر کچھ گزر رہا ہے باقی لوگوں پر نہیں، بلکہ وہ بھی سب کچھ face کر رہے ہیں۔ وجوہات میں نے بیان کیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے article لکھنے چاہیے ان فور موں میں کہنا چاہیے جہاں جہاں آپکو موقع ملے ان چیزوں کو زیر بحث لانا چاہیے اور صوبے کی ایک ایک چیز کو ایک ایک ضرورت کو اجاگر کر کے کم از کم جو ہماری بندیادی ضرورتیں ہیں وہ تو پوری ہو سکیں۔ اور ہم گورنمنٹ کے طور پر یہاں جو موجود لوگ ہیں ہم اس آئین کو follow کر رہے ہیں اور request یہ ہے کہ اسکو follow کریں اور آئندہ آنے والے وقت میں جو کچھ چاہیں گے اُس کیلئے انشاء اللہ و تعالیٰ جمہوری طریقے سے ہم ان چیزوں کو ٹیکلیں کریں گے اور جمہوری طریقے سے فیڈ ریشن سے جو ہمارے rights بنتے ہیں اُن سے لیتے جائیں گے اور اس ایوان کو ملک کو پارلیمنٹ کو جمہوریت کو اپنی حد تک smooth طریقے سے چلانے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر نہ ہو سا کچھ اسکے بعد جو بھی ہو گا سب کے سامنے ہو گا تو میں تمام ایوان سے آپکے توسط سے request کرتا ہوں کہ اس اہم قرارداد کو منظور کریں۔ اور آپ implementation کے حوالے سے باقاعدہ انکو ٹھیک طریقے سے ڈرافٹ بنائے بھجوادیں اور ہمارے پاس کا پیاں ہوں۔ اور بعد میں ہم وہاں چل کے ان پر بحث کریں گے اور اُن سے ڈیماند کریں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you۔ قرارداد جو نصر اللہ ذیریے صاحب اور آپ نے پیش کی اس میں ہاؤس نے amendment کی اجازت دی ہے۔ Sir یہ ابھی اسکو سمیٹ لیں ناں آپکا ایک منٹ بھی ماشاء اللہ لمبا ہوتا ہے۔ جی ڈاکٹر حامد خان۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے، کیوڈی اے): ریکارڈ کی درستگی کیلئے زیارت وال جوش بیان میں تربیلہ کو توبیان کر چکے ہیں، یہی حالت درگئی، مالاکنڈ اور ورسک کی ہے۔ تربیلہ کے پانی کا جو ذخیرہ ہے وہ پشتو نوں کے حصے میں آیا ہے بھلی حضرت لوگ لے کے گئے ہیں، جو ہماری بھلی تربیلہ، ورسک، مالاکنڈ، درگئی سب کو کوٹ آؤ میں قید کر کے سب کو ایک ہی مد میں۔ انکی پنجاب کی اور سندھ کی بھلی وہ گیس یا کوئی نئے سے بنتی ہے جبکہ ہماری ہائیڈ روپا و کوئی 20 پیسے یونٹ بنتا ہے اور وہ پانچ روپے میں سب کو ملا کے

وہی اُنکی اپنی بھلی اُسی قیمت میں جو پنجاب میں ملتی ہے، درگئی میں بھی وہی قیمت اور مالا کنٹ میں بھی۔ پنجاب کے کرتے دھرتے یا جو بھی حکمران تھے وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ شاید ہم یہ تریلہ کا فارمولہ کالا باعث پر بھی apply کریں گے۔ کالا باعث ملک کی تباہی کا سبب بنے گا کوئی اس کو بننے نہیں دیگا۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ میں اس پر بعد میں comment کروں گا جب اجلاس close کریں گے۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 15 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ سب کو مبارک ہو۔ شیخ جعفر خان صاحب موجود نہیں ہیں اُنکی قرارداد نمبر 16 کو defer کرتے ہیں۔ رحمت بلوچ صاحب کی بھی چھٹی منظور ہو چکی ہے وہ بھی ملک سے باہر ہیں اُنکی قرارداد نمبر 17 کو defer کرتے ہیں۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ سردار مصطفیٰ خان ترین بلدیات کا ترمیمی بل پیش کریں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین (وزیر بلدیات، رورل ڈولپمنٹ، ارب پلانگ ڈولپمنٹ): میں وزیر بلدیات تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو فوری الغورزیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو فوری الغورزیر غور لایا جائے؟ جی تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو فوری الغورزیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر بلدیات اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر بلدیات، رورل ڈولپمنٹ، ارب پلانگ ڈولپمنٹ: میں وزیر بلدیات تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے۔ تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2014ء) منظور ہوا۔ اچھا ایوان کی کارروائی تھی جو زیارتوال صاحب نے مجھ سے کہا کہ تھوڑی delay کر لیں جس میں ہم نے کمیٹیز بنانی تھیں۔ اور وہ delay کرتے ہیں، اُنکے قانون و پارلیمانی امور کے منسٹر کی رائے پر اور اُس پر آپس میں میٹنگ کر کے۔ میری ایک گزارش ہے سارے ایوان سے کہ اس ایوان کا آٹھواں مہینہ ہے ابھی کابینہ بھی مکمل ہو چکی ہے، کمیٹیز کو بھی مکمل کریں تاکہ آپکا پارلیمانی سسٹم چلے۔ جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات): شکریہ جناب اپسیکر۔ اجلاس کے بعد فوری طور پر کمیٹیاں تشکیل دینے انشاء اللہ پہلا کام یہی ہے۔، قائمہ کمیٹیاں اسمبلی کی روح ہیں جب تک قائمہ کمیٹیاں قائم نہیں ہوں گی ہماری اسمبلی کی جو حیثیت ہے وہ حال نہیں ہوگی۔

جناب اپسیکر: thank you ایک اور گزارش آپ سے کرتا چلوں زیارتوال صاحب! قانون و پارلیمانی امور کی وزارت آپکے پاس ہے۔ مہربانی کر کے جس آفیسر نے آئین کے بخلاف قانون بنانے کی کوشش کی اُسکو آپ دارنگ دیں اور عدالت میں لے جائیں ایسے افسروں کا اس طرح علاج ہوگا ورنہ یہ brown صاحب لوگ ہیں انگریز تو چلے گئے یہ brown صاحب ابھی تک بیٹھے ہیں یہ آپکی جان نہیں چھوڑیں گے۔ پارلیمانی سسٹم کو یہ ناکام کرائیں گے یہ نہیں دیکھنا چاہتے کہ پارلیمانی سسٹم چلے اُنکو دوسرے نظام وارہ کھاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: تو اُس میں قانون کے نئے rules۔

جناب اپسیکر: آئین کے خلاف rules نہیں بن سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: آئین قوی اسمبلی کا اور قوانین اسمبلی کے subject ہیں۔ وہ بناتے ہیں لیکن وہ rules آئین سے متصادم ہوتے ہیں تو انکو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب اپسیکر: As a Law Minister یا آپکی ذمہ داری بتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسکیوشن و اطلاعات: بالکل۔

جناب اپسیکر: جی سردار کھیتر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اپسیکر صاحب! ایک چھوٹی سی گزارش ہے آپکی اسمبلی کے جو کمرے بنے ہوئے ہیں یہ وزراء حضرات کے ہیں یا اُنکے اسٹاف کے؟ ایک چیز کی بہت بڑی کمی ہے ابھی میں نماز پڑھنے گیا وہاں قبلہ کے رُخ کا پتا نہیں چلتا۔

جناب اپسیکر: مطلب کسی کمرے میں قبلے کا نشان نہیں لگا ہوا ہے؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جی ہاں۔ تو مہربانی کر کے جو وزراء کے کمرے ہیں اور اُسکے اسٹاف کے کمرے ہیں، جیسے five star hotels میں اوپرچھت پر ہیں۔

جناب اپسیکر: آپ چاہتے ہیں کہ پہلے وزراء کا قبلہ درست ہو پھر مبرز کا۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جی ہاں میں چاہتا ہوں کہ وزراء کا قبلہ اور اسٹاف کا درست ہو پھر ہم اپوزیشن

والمگھی ادھر جا کے اپنا قبلہ درست کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے جی آج کل compass آیا ہوا ہے وہ رکھوادینگے اُس سے قبلے کی سمت کا معلوم ہو جاتا ہے میں کروادیتا ہوں۔ جی بالکل یہ اچھی بات ہے کہ مغرب سے پہلے ہم اختتام پذیر ہو رہے ہیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 22 جنوری 2014ء بوقت 3 بجے سے پہر تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔ جی۔

سید محمد رضا: اصغر ندیم سید has been shot dead.

Mr . Speaker : Where, in Lahore ?

سید محمد رضا: جی. in Lahore میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب ان جیسی شخصیات جو کہ ہماری قوم کا سرمایہ ہیں، وہ حفاظ نہیں ہیں دوسروں کا تو اللہ ہی حافظ ہے ایسے واقعات کا نوش لینا جانا چاہیے۔

جناب اسپیکر: فکر نہیں کریں کل اس کا نوش لے لیں گے۔ This is very sad news۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 22 جنوری 2014ء بوقت 3 بجے سے پہر تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5 بجے 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

